رحمۃ الرحمن اردو شرح قصیدۃ النعمان

قصیدہ امام اعظم رضی اللہ عنہ

در شان

رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

حضرت مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ

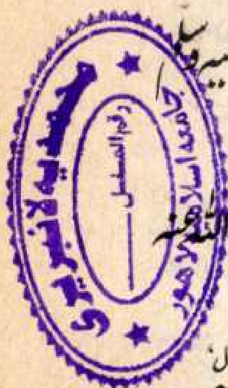
مکتبہ نعمانیہ ○ اقبال روڈ سیالکوٹ

رحمت الرحمان

اردو شرح

قصیدۃ النعمان

در شانِ سیدِ انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم



تالیف

سراج الامت سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

اردو شارح

عارف طریقت مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ مہر دوال

الناشر

مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ

سلسلہ مطبوعات نمبر (۱)

مصنف: قصیدۃ النعمان — امام اعظم ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ)

ترجمہ منظوم — مولانا عبد الاحد مرحوم، مالک مکتبہ مجتبائی دہلی

مترجم اور شارح — حضرت مولانا محمد اعظم قدس سرہٗ (امیر و وال)

سرورق — سید نفیس الحسینی لاہور

کتابت — جمیل مرزا بی۔ اے سیالکوٹ

طباعت — بار سوم

ناشر — مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ سیالکوٹ

صفحات — ایک سو بارہ (۱۱۲)

تعداد — ایک ہزار (۱۰۰۰)

تاریخ اشاعت — شعبان ۱۴۰۷ھ، مطابق اپریل ۱۹۸۷ء

قیمت — نو روپے (-/۹)

مطبوعہ —

فہرست

عرضِ ناشر

مکتبہ نعمانیہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نام نامی سے منسوب ہے اس لئے خواہش تھی کہ مکتبہ سے جو پہلی کتاب شائع کی جائے وہ امام اعظم کی تصنیف ہو لیکن ساتھ ساتھ سید الکل ختم الرسل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مقتضی تھی کہ سلسلہ مطبوعات کی پہلی ڈالی بارگاہِ نبوت میں پیش ہونی چاہیے۔

الحمد للہ یہ تمنا پوری کرنے کی اللہ تعالیٰ نے یہ صورت پیدا فرمائی کہ بارگاہِ رسالت میں عرض کیا ہوا امام اعظم کا مشہور و معروف قصیدۂ نعمان (عربی) مع اردو شرح پرانی کتابوں سے مل گیا جو مطبع مجتبائی دہلی نے تقریباً ۵۰ سال قبل شائع کیا تھا۔ ترجمہ اور شرح کرنے والے مرحوم و مغفور بزرگ نے بڑی محنت کی ہے۔ شرح میں آیاتِ قرآنی، احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ بزرگانِ دین سے عمدہ دلائل پیش کئے ہیں۔ ہر شعر کا ترجمہ نثر کے علاوہ نظم میں بھی کیا ہے۔ الغرض بفضلہ تعالیٰ یہی قصیدہ شائع کرنے کا عزم ارادہ کر لیا گیا۔

فاضل شارح علیہ الرحمۃ نے کسی جگہ آیات، احادیث اور عربی فارسی اشعار و عبارات کا اردو میں ترجمہ نہیں کیا تھا اس لئے چند اضافوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ اہم ترین کام میرے مشفق و مکرم استاد حضرت مولانا محمد بشیر اللہ [illegible] مدظلہ العالی نے اپنے ذمہ لیا اور اپنا قیمتی وقت عطا کرتے ہوئے اس کام کو مکمل کرکے احسانِ عظیم فرمایا۔ فی الحقیقت مکتبہ کی اکثر خدمات آپ کے فیض و تربیت کا نتیجہ ہیں۔

قارئین کی آسانی کے لئے ہر آیت کے ساتھ پارہ اور رکوع اور اکثر احادیث اور اشعار کا حوالہ بھی حاشیہ پر لکھ دیا گیا ہے۔ اضافہ شدہ تراجم و حوالہ جات اور اصل حاشیہ میں امتیاز کے لئے مصنف کی عبارت کے بعد "منہ" تحریر کر دیا ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قصیدہ کے مصنف، شارح، ناشر اور تمام معاونین کی سعی بطفیل حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرمائے اور عوام و خواص کو اس خزینہ سے کما حقہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(محمد اشرف)

دیباچہ



حمدِ باری تعالیٰ عز اسمہٗ

معراج ہے چشمِ حوصلہ کی | رؤیت ہے ہلالِ بسملہ کی!
دل شکرِ خدا کا معترف ہے | نالہ الحمد کا الف ہے
ہر موئے بدن اگر زباں ہو | ممکن نہیں حمد کا بیاں ہو

قاصر ہیں سب اصل مدعا سے
پوچھے یہ زبان مصطفیٰؐ سے

نعتِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

کیا نعتِ رسول کا ہو اثبات	چھوٹا سا ہے منہ بہت بڑی بات
شاہنشہِ انبیا محمدؐ	ہے عرشِ بریں پہ جس کی مسند
معراج ہے اوجِ بابِ عالی	قوسین خمِ رکابِ عالی

غائب نہ وہ نور ہے نظر سے
صادِ صلوٰت آنکھیں مانگے

اما بعد۔ سراپا عیب، اپنے گناہوں سے شرمسار، خدا کی رحمت کا امیدوار محمد اعظم بن محمد یار ناظرینِ پاک خیال کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ان دنوں اتفاقِ وقت سے تذکرۂ معاذیہ جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یمن جانے اور خواب میں وفاتِ سرورِ کائنات وفخرِ موجودات علیہ وعلےٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوٰت واکمل التحیات کے دیکھنے اور بصد ولولہ و اضطراب مدینہ منورہ میں پہنچنے اور ہر ایک صحابی سے مل مل کر آپ کی وفات کا حال پوچھنے اور کمالِ عشق و محبت کے اظہار میں بزبان عربی تصنیف ہے عاجز کی نظر سے گزرا۔ اس کے آخر میں بطورِ خاتمہ قصیدہ متبرکہ تصنیف حضرت امام الائمہ سراج الامۃ فخر الفقہاء والمحدثین کمال معنیٰ صورت مجسم رافت روئی امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ مرقوم ہے دیکھا گیا۔

یہ قصیدہ[۱] اس وقت کا جوشِ طبع ہے جبکہ آپ کو زیارت فیض زیارت روضہ ریاض جنت کی مدینہ مطہرہ زادہا اللہ شرفاً میں ہوئی تھی۔ چونکہ آج تک ایسا قصیدہ حاوی صدہا نکات ومعانی گنجِ مخفی کی طرح خاص خاص جگہ میں تھا خیال میں گزرا کہ اگر بنظرِ افادۂ عوام اس کا اردو ترجمہ کیا جائے تو بہبودیٔ دین و دنیا ہے اس کا پڑھنا پڑھانا بھی ثواب اور خوشنودیٔ حق تعالیٰ ہے۔ اس خیال سے اس کو حتی الوسع بسط و تفصیل کے ساتھ تمام کیا بعونہٖ ومنّہٖ تعالیٰ۔ اور بعد اتمام کے بغرض اشاعت و استمزاج بخدمت فیض درجت جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب سلّمہ اللہ (مالک مطبع مجتبائی واقع دہلی) بھیج دیا۔ سو الحمد للہ کہ مولانا موصوف نے اول سے آخر تک ملاحظہ فرمایا اور بعض بعض مناسب مقامات پر اصلاح بھی فرمائی۔ اور ہر شعر کو خوش اسلوبی سے دو دو شعر ترجمہ کے ساتھ بھی مزیّن فرمایا۔ حق تعالیٰ قبول فرمائے

مؤلف

---

۱ اس قصیدہ سے متعلق حضرت مولانا عبد الحی آسی مدراسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
یہ قصیدہ مجموعہ تذکرہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخیر میں بطور خاتمہ کے چھپ گیا ہے اور نیز سلف صالحین نے تاریخ میں اس قصیدۂ متبرکہ کا پتہ دیا ہے اور یہ قصیدہ اس وقت کے جوش طبع کا نتیجہ ہے جو امام صاحب کو مدینہ منورہ میں روضۂ مقدسہ حضرت رسالت پناہ روحی فداہ کی زیارت سراپا خیر و برکت بمعائنہ چشم صوری و عین معنوی نصیب ہوئی۔ اس قصیدہ میں جا بجا نکات و دقائق و حقائق اسرار الٰہی کی طرف اشارہ ہے بلکہ تمام قصیدہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرہ و محامد زاہرہ و فضائل قرآنیہ و شمائل حدیثیہ سے بھرا ہوا ہے۔ کہ ایک ایک شعر اس کا دلدادگان شاہد رسالت وطالبان ذکر حضرت نبوت کے واسطے جوش و خروش پیدا کرنے والا ہے اور طالب کو مطلوب تک پہنچانے والا ہے دفتر ۲۲۶ دلیل الثقلین

اِمام صاحب کا مختصر تذکرہ

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک نعمان تھا اور کُنیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم۔ کیونکہ آپ اپنے وقت میں فقہ واجتہاد اور تتبع کتاب و سنت میں بہت درجہ رکھتے تھے۔ سرآمد فضلائے کاملین و علمائے متبحرین تھے۔ ان کے باپ کا نام ثابت تھا۔ تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ ثابت کا باپ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ثابت ساتھ تھا۔ آپ نے دونوں کی اولاد کے واسطے خیر و برکت کی دُعا کی۔ امام اعظم فارسی النسل اور ابنائے فارس سے تھے۔ بحدیث مرویہ بخاری و مسلم و متفقہ دیگر محدثین لَوْ کَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَیَّا[1] وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَوْ کَانَ الدِّیْنُ بِالثُّرَیَّا لَیَنَالُہٗ رَجُلٌ مِنْ اٰلِ فَارِسَ۔ آپ مخزن علم و ایمان تھے۔ وَرَع و تقویٰ زُہد و ریاضت میں قدم آگے تھا۔ اہلِ عرفان کے بڑے بڑے پیشوا مثل ابراہیم ادہم و فضیل بن عیاض و داؤد طائی و بشر حافی رحمۃ اللہ علیہم آپ سے مستفیض تھے۔ فقہائے محدثین میں سے عبداللہ بن مبارک و سفیان بن عُیینہ و سُفیان ثوری و عبدالرزاق و حماد بن زید اور وکیع و اعمش و مُقری اُستاد بخاری و ہیثم جیسے علمائے اعلام آپ کے شاگرد تھے۔

تعلیم دقائق کتاب و سنت و معارف کے لئے من جملہ شیوخ اس فن کے

---

[1] ترجمہ: اگر علم ثُریا میں ہو تو اہلِ فارس کے کچھ لوگ اسے پالیں گے (حاصل کریں گے) ایک روایت میں علم کی بجائے دین کا لفظ ہے۔

آپ کو امام الانام زُبدہ خاندانِ نبوی قُدوہ دُودمانِ مرتضوی جناب امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص نسبت تھی اور بیعت بھی انہیں سے تھی۔ مقاماتِ عَلیہ کی سیر حضرت ابنِ رسول بحقِ ناطق امامِ ہمام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی۔ چنانچہ امام محمد و ابی یوسف اور وکیع سے منقول ہے۔ کہ ابوحنیفہؒ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مزار پُر انوار پر بڑی اِرادت سے جاتے تھے۔ عَتَبہ (آستانہ) عالیہ کی خود جاروب کشی کرتے اور مجاوروں کو کچھ دیتے۔

حافظِ قرآن تھے ہر ایک مسئلہ کے لئے بارہا تمام قرآن پر نظر کرتے۔ اجتہاد میں آپ کا پایہ عالی تھا۔ کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا طریق اقتباس نہایت اَدق اور اَحوَط ہے۔ اس لئے بعض نافہموں نے جو ان دقائق کو نہیں پہنچے آپ کی شانِ والا میں بلباسِ تحکّم و استعلا کچھ کچھ کہا ہے۔ وَلَنِعْمَ مَاقَالَ الْقَائِلُ ؎

اِذْ لَمْ یَنَالُوْا شَانَہٗ وَوَقَارَہٗ[1] ۔۔۔ فَالْقَوْمُ اَعْدَاءٌ لَّہٗ وَخُصُوْمٌ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو رُتبہ تابعی ہونے کا بھی حاصل ہے کیونکہ انہوں نے صحابہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھا ہے۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ ابنِ حجر مکی میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ صحابہ کو دیکھا۔ ۱۔ انس بن مالک ۲۔ عبداللہ بن اوفیٰ ۳۔ سہل بن سعد ۴۔ ابوالطفیل چار اور کہ جن سے بلاواسطہ روایت کی ہے۔ حنفیوں کے ہاں پچاس حدیثیں ایسی ہیں۔ واللہ اعلم اور مُثبتین سے کسی کا قول ہے۔ قطعہ

---

[1] ترجمہ: چونکہ لوگ ان کی شان اور عظمت کو حاصل نہ کرسکے اس لئے اُن کے دُشمن اور مخالف ہو گئے۔

کَفَی النُّعْمَانَ فَخْرًا مَا رَوَاهُ ¹ مِنَ الْاَخْبَارِ مِنْ غُرَرِ الصَّحَابَۃ
وَمَا خَیْرٌ مِنَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَمَا خَیْرُ النَّبِیِّ اِلَّا اَصَابَهٗ

ائمہ مجتہدین مثل مالک و احمد و شافعی رحمہم اللہ اکثر آپ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور استدلال میں آپ کی تعریف کیا کرتے بالخصوص امام شافعی صاحب کو آپ سے کمال ارادت تھی۔ وہ آپ کے مرقد شریف پر بھی جایا کرتے۔ بتوسل و تبرک حل مشکلات میں جنابِ الٰہی میں دُعا مانگتے۔ محافل و مجالس عامہ و خاصہ میں آپ کا ذکر بہت کیا کرتے۔ انہیں کا قول ہے ؎

اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اَنَّ ذِکْرَهٗ ² کَمِسْکٍ اِذَا کَرَّرْتَهٗ یَتَضَوَّعُ

اور حضرت ابنِ مبارک نے کہا ہے ؎

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَیْهَا ³ اِمَامُ الْمُسْلِمِیْنَ اَبُوْ حَنِیْفَهْ
بِاَحْکَامٍ وَّ اٰثَارٍ وَّ فِقْهٍ کَاٰیَاتِ الزُّبُوْرِ عَلَی الصَّحِیْفَهْ
فَمَا فِی الْمَشْرِقَیْنِ لَهٗ نَظِیْرٌ وَلَا بِالْمَغْرِبَیْنِ وَلَا بِکُوْفَهْ
یَبِیْتُ مُشَمِّرًا سَهَرَ اللَّیَالِ وَصَامَ نَهَارَهٗ لِلّٰهِ خِیْفَهْ ⁴

---

¹ نعمان کیلئے اُن روایات کا فخر ہی کافی ہے جو انہوں نے شرفائے صحابہ سے روایت کیں۔ خدائے بزرگ و برتر اور نبی اکرم کی ہر بھلائی کو انہوں نے پالیا ہے۔ ۱۲

² ہمارے نے نعمان کے تذکرہ کا اعادہ کئے جاؤ کیونکہ اس کا ذکر کستوری کی طرح ہے جسکی خوشبو گھسنے کے تکرار سے مہکتی ہے ۱۲

³ مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شہروں اور شہروں میں بسنے والوں کو زینت دیدی ہے۔ احکام شرعی، احادیث اور فقہ کے باعث جو آیاتِ زبور کی طرح ورق پر مرقوم ہیں پس نہ تو دونوں مشرقوں میں ان کی کوئی نظیر ہے اور نہ دونوں مغربوں میں اور نہ شہر کوفہ میں وُہ مستعدِ عبادت ہو کر راتوں میں بیدار رہتے ہیں اور اللہ کے ڈر سے دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ۱۲

⁴ تبییض الصحیفہ صـ۳۵ ——— مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ دکن

اَعیان و اکابر اہلِ علم نے آپ کے مذہب کو ترجیح دی ہے کما قال غیر واحد

حَسْبِیْ مِنَ الْخَیْرَاتِ مَا اَعْدَدْتُهٗ ¹ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ رِضَی الرَّحْمٰنِ
دِیْنُ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی ثُمَّ اعْتِقَادِیْ مَذْهَبُ النُّعْمَانِ ²

آپ مستغنی عن التوصیف ہیں آپ کے مناقب بے شمار اور اوصاف بیرون از حصار ہیں۔ ائمہ اعلام مقلدین و غیر مقلدین نے آپ کے مناقب و محامد میں بقدر ما تیسر تصنیفیں کی ہیں۔ اس کے دریافت کرنے کو کُتب ذیل دیکھنی چاہئیں :-

۱۔ خیرات الحسان فی ترجمۃ النعمان۔ (علامہ ابنِ حجر مکی شافعی)
۲۔ تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ۔ (حافظ جلال الدین سیوطی)
۳۔ شقائق النعمان — (علامہ جار اللہ زمخشری)
۴۔ بستان فی مناقب النعمان — (شیخ محی الدین عبدالقادر ابن الوفا حنبلی)
۵۔ کشف الاسرار — (عبداللہ بن محمد حارثی)
۶۔ انتصار (یوسف بن فرغلی سبط ابن جوزی)
۷۔ تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان (ابن کاس)
۸۔ عقود الجمان فی مناقب النعمان (ابو عبداللہ بن محمد دمشقی)
۹۔ عقود الجمان فی مناقب النعمان (امام ابو جعفر طحاوی)
۱۰۔ اکمال فی اسماء الرجال (صاحب مشکوٰۃ)

---

¹ قیامت کے دن خدا تعالےٰ کی رضامندی کے لئے نیکیوں میں سے جو کچھ میں نے تیار کیا ہے وہ میرے لئے کافی ہے اور وُہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں اور پھر مذہب نعمان کی صداقت پر میرا اعتقاد ہے۔ ۱۲

² تبییض الصحیفہ صـ۳۱ ۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ دکن

۱۱- طبقات (مُلا علی قاری)

۱۲- مجلہ (مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس)

۱۳- کشف المحجوب (علی ہجویری داتا گنج بخش)

۱۴- تذکرۃ الاولیاء (شیخ فرید الدین عطار)

۱۵- نافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر (مولانا عبدالحی فاضل لکھنوی)

۱۶- جلب المنفعت (نواب صدیق حسن خاں)

۱۷- سیرت النعمان (علامہ شبلی نعمانی پروفیسر علی گڑھ کالج)

۱۸- تنویر الحاسہ فی مناقب الائمۃ الثلاثۃ[عہ] (مولوی محمد حسن)

ان کے سوا صدہا کتابیں امام صاحب کے مناقب میں ہیں اور لاکھوں اہلِ کشف کے اقوال شاہد ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی متاخرین سے اور بہت سے متقدمین سے منقول ہیں۔ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

عہ اور ۱۹- رَوح الارواح فی مناقب النعمان ۔ ۲۰- امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی

مقدّمہ

ف حیاتِ انبیاء اور جوازِ ندا کا ثبوت

چونکہ قصیدے کا آغاز یٰسے ہے جو حرفِ ندا ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ حیاتِ انبیاء اور جوازِ ندا کا ثبوت اول دیا جائے تاکہ ظنونِ فاسدہ اور شکوکِ جہلاء اول دل سے دُور ہو جائیں اور ملال و کدورت نہ رہے۔ واضح ہو کہ پایہ ثبوتِ شرعیہ تین ہیں۔ ۱- قرآن ۲- حدیث ۳- عملِ اُمّت یا اجماع۔ جب ان سے کوئی امر ثابت نہ ہو تو پھر ایک چوتھے کی حاجت پڑتی ہے جسے قیاس کہتے ہیں۔

---

[1] بخاری میں ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ؛

خلاصہ:- میرا بندہ کثرتِ نوافل سے میرا قُرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وُہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وُہ چلتا ہے۔ اگر وُہ مجھ سے مانگے تو اسے ضرور دیتا ہوں۔

جائے غور و تامل ہے کہ صفاتِ محدودہ بشریہ کے زائل ہونے سے صفاتِ غیر محدودہ حقیہ حاصل ہوتی ہیں۔

جیسے دور دراز سے سُننا، دیکھنا یا سُنانا یا پہنچانا وغیرہ۔ تو جب بالجملہ علائق دنیوی سے پاک ہو کر بالکل الی اللہ و فی اللہ و باللہ ہو جائے۔ کیونکر صفاتِ حقیہ سے متصف نہ ہوگا۔ فافہم ۱۲ (منہ)

قرآن

۱۔ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا ہے : کہ "شہید[۱] زندہ ہیں"۔ اور پیغمبر اُن سے افضل[۲] ہیں۔

۲۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ ایمان والوں کا مرنا جینا برابر[۳] ہے۔ اور پیغمبر ان سے افضل[۴] ہیں

۳۔ یہ رسول[۵] تمہارا گواہ ہے۔ جس روز کہ پیغمبر اپنی اپنی اُمت پر گواہی دینے کو حاضر

---

[۱] وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (پ۲ ع ۳) (منہ)

(ترجمہ :۔ اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں) ۱۲

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (پ۴ ع ۸) ۱۲ (منہ) (ترجمہ :۔ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں ۱۲

[۲] کیونکہ وہ کامل الشہادت ہیں (منہ)

[۳] اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ (پ۲۵ ع ۱۸) (منہ) (کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کا مرنا اور جینا برابر ہے۔) نافع مدنی، ابن کثیر، ابو عمر بصری، ابن عمر شامی، سلیمان اعمش ائمہ قرأت کے نزدیک سواءٌ کے آخر تنوین میں ضمہ ہے (منہ) اس کے مطابق ترجمہ یہی ہے جو درج ہوا۔ ۱۲

[۴] کیونکہ یہ کامل الایمان ہیں (منہ)

[۵] تفسیر عباسی میں لکھا ہے کہ محی المؤمنین ومماتُ المؤمنین سواءٌ لیستوا یعنی ایمان والوں کا مرنا جینا برابر برابر ہے ۱۲ (منہ)

[۶] شیخ عبد الحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) در جامع البرکات نوشتہ وے صلی اللہ علیہ وسلم بر احوال و اعمال امتاں مطلع است و بر مقربان و خاصان خود ممد و مفیض و حاضر و ناظر ۱۲ (منہ) (ترجمہ :۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع البرکات میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے حالات و اعمال سے آگاہ ہیں اور اپنے مقربوں اور خاصوں کے لئے ممد و فیض رساں اور حاضر و ناظر ہیں۔)

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

ہوں گے اور تو اس (اپنی) اُمت پر گواہی دینے کو بلایا جائے گا"۔ اگر وہ زندہ نہیں اور ہمارے حال سے مطلع نہیں تو کیا گواہی دیں گے۔

احادیث

۱۔ مَرَرْتُ[۱] بِقَبْرِ مُوْسٰى فَاِذَا هُوَ فِيْهِ قَآئِمٌ يُّصَلِّىْ۔ معراج کی رات میں موسیٰ (علیہ السلام) کی قبر پر سے گزرا۔ تو کیا دیکھتا ہوں وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۲۔ آپ[۲] نے فرمایا دنوں میں اچھا دن جمعہ ہے اس روز مجھ پر بہت درود پڑھا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ مٹی میں کچھ رہ نہیں جاتا۔ آپ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ۔ اللہ نے پیغمبروں کے جسم مٹی پر حرام کئے ہیں ان کو نہیں کھاتی۔ (مشکوٰۃ باب الجمعہ)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۔ و شاہ عبد العزیز (رحمۃ اللہ علیہ) محدث دہلوی در تفسیر خود تحت قول اللہ تعالیٰ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط (پ۲ ع ۱) و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی ماندہ است کدام است پس او می شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اخلاص شمارا و نفاق شمارا ۱۲ انتہی (منہ) (ترجمہ۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا کے ذیل میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں گے کیونکہ آپ اپنے نور نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے درجے اور رتبے سے آگاہ ہیں کہ وہ دین کے کس مرتبے پر پہنچا ہے اور اسکے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور وہ کونسا حجاب ہے جس سے وہ ترقی میں رُک گیا پس آپ تمہارے گناہوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجوں اور تمہارے اخلاص و نفاق سے بھی واقف ہیں۔) و ملا علی قاری در شرح شفا از ابن دینار تابعی کی روایت کردہ است کہ روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اھل الاسلام یعنی روح مبارک آنجناب علیہ السلام اہل اسلام کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے ۱۲ در المنظم (منہ)

[۱] اخرجہ مسلم عن انس ۱۲ (منہ) [۲] اخرجہ ابو داؤد والبیہقی عن اوس الثقفی ۱۲ (منہ)

۳۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ ۔ پیغمبر زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۴۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَا یُتْرَکُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ وَلٰکِنَّھُمْ یُصَلُّوْنَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ حَتّٰی یُنْفَخَ فِی الصُّوْرِ ۔ پیغمبر زندہ ہیں چالیس روز کے بعد پھر قبروں میں مکلف کئے جاتے ہیں۔ قیامت تک اللہ کے سامنے نماز پڑھتے رہیں گے۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۵۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِائَۃً فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَۃِ الْجُمُعَۃِ قَضَی اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ سَبْعِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الْاٰخِرَۃِ وَثَلٰثِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا ثُمَّ وَکَّلَ اللّٰہُ بِذٰلِکَ مَلَکًا یُدْخِلُہٗ عَلَیَّ فِیْ قَبْرِیْ کَمَا یُدْخَلُ عَلَیْکُمُ الْھَدَایَا یُخْبِرُنِیْ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بِاسْمِہٖ وَنَسَبِہٖ فَاُثْبِتُہٗ عِنْدِیْ فِیْ صَحِیْفَۃٍ بَیْضَاءَ ۔ (بیہقی) اِنَّ عِلْمِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَعِلْمِیْ فِی الْحَیَاۃِ ۔ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کوئی مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجت پوری کر دیتا ہے۔ ستر آخرت میں تیس دنیا میں۔ پھر اللہ ایک فرشتہ اس پر موکل (مقرر) کرتا ہے کہ وہ مجھے اس طرح پہ درود پہنچاتا ہے جیسے کوئی کسی کے پاس ہدیہ لے جاتا ہے (وہ مجھے درود پڑھنے والے کے نام و نسب کی بھی خبر دیتا ہے کہ یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَسَلَّمَ یہ درود فلاں بن فلاں کا ہے۔ میں اس کو اپنے ایک نورانی دفتر میں لکھ لیتا ہوں ۱۲ (بیہقی) میری جان پہچان بعد موت بھی ویسی ہی ہوگی جیسی کہ اب ہے۔

لہ اخرجہ ابو یعلی والبیہقی عن انس ۱۲ منہ، لہ اخرجہ البیہقی عن انس ۱۲ منہ، لہ اخرجہ البیہقی والاصبہانی فی الترغیب ۱۲ منہ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۶۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی غَائِبًا بُلِّغْتُہٗ ۔ جو شخص میری قبر کے پاس آکر درود پڑھے تو میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے تو وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۷۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی مَلَکًا اَعْطَاہُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ فَمَا مِنْ اَحَدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا اَبْلَغَنِیْھَا ۔ اللہ کا ایک فرشتہ ہے جسے تمام جہان کی باتیں سنائی دینے کا رتبہ عطا کیا ہے۔ وہ میری قبر پر کھڑا رہتا ہے جہاں کہیں کوئی مجھ پر درود پڑھے وہ مجھے پہنچا دیتا ہے۔ (انباء الاذکیاء سیوطی)

۸۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحُوْنَ یُبَلِّغُوْنَ مِنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ ۔ اللہ کے کئی فرشتے سیاح ہیں چلتے پھرتے رہتے ہیں اور مجھے میری امت کا سلام پہنچا دیتے ہیں۔

۹۔ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ صَلٰوۃَ الْمُصَلِّیْنَ عَلَیْکَ مِمَّنْ غَابَ عَنْکَ وَمَنْ یَّاْتِیْ بَعْدَکَ مَا حَالُھُمَا عِنْدَکَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُھُمْ وَتُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوۃُ غَیْرِھِمْ عَرْضًا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا گیا کہ فرمایئے جو لوگ دور سے آپ کو مخاطب کر کے درود پڑھیں یا بعد آپ کے تو ان کا درود و سلام کیونکر آپ کو معلوم ہوگا۔ فرمایا

لہ اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان والاصبہانی فی الترغیب عن ابی ہریرۃ ۱۲ منہ، لہ اخرجہ البخاری فی تاریخہ ۱۲ منہ، لہ رواہ النسائی والدارمی عن انس ۱۲ منہ، لہ دلائل الخیرات ۱۲ منہ

میں اپنی محبت اور عشق والوں کا درود تو خود سُن لوں گا اور انہیں پہچان لوں گا اور دوسروں کا درود مجھ پر پیش کر دیا جائے گا۔

١٠۔ عَنْ[1] عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ وَاَضَعُ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهُ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ - میں اپنے حُجرہ میں جہاں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ مدفون ہیں کھلے کپڑوں جایا کرتی اور دل میں کہتی کہ کچھ حرج نہیں۔ آنحضرت تو میرے شوہر ہیں اور ابوبکرؓ میرے باپ مگر جب عمرؓ ان کے ساتھ دفن ہوئے تو پھر عمر سے شرم کی وجہ سے میں اس کمرے میں اس حالت میں داخل ہوتی ہوں کہ پردے کے کپڑے مجھ پر بندھے ہوتے ہیں۔

اجماعِ یا عملِ اُمّت: باتفاق اہلِ سنت وجماعت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اَفْضَلُ[2] الصَّحَابَةِ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ ہیں۔ بعد وفات سرورِ کائنات علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ان کا یہ مرثیہ ہے۔

وَدَّعَنَا[3] الْوَحْيُ اِذْ وَلَّيْتَ عَنَّا	فَوَدَّعَنَا مِنَ اللّٰهِ الْكَلَامُ
سِوَى مَا قَدْ تَرَكْتَ لَنَا رَهِيْنًا	تَضَمَّنَهُ الْقَرَاطِيْسُ الْكِرَامُ

[1] رواہ الامام احمد فی مسندہٖ ١٢ منہ۔

[2] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور قرآن وسنت کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ ١٢۔

[3] جب آپ نے ہم سے منہ پھیر لیا یعنی وفات پائی تو وحیِ الٰہی اور اللہ کے کلام نے بھی الوداع کہہ دیا۔ سوائے اس کلام کے جسے آپ نے ہمارے لئے کاغذوں میں بند چھوڑا ہے (شعر کا مفہوم لکھ دیا ہے)

(حضرت) عمر فاروق رضی اللہ عنہ

بِاَبِيْ[1] اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ كَانَ لَكَ جِذْعٌ تَخْطُبُ النَّاسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ اتَّخَذْتَ مِنْبَرًا لِتُسْمِعَهُمْ فَحَنَّ الْجِذْعُ الخ

(حضرت) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

كُنْتَ[2] السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ	فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ	فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

وَلَهٗ اَيْضًا

رَسُوْلَ[3] اللّٰهِ ضَاقَ بِنَا الْفَضَاءُ	وَجَلَّ الْخَطْبُ وَانْقَطَعَ الْاِخَاءُ
فَجَاهُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهٌ	رَفِيْعٌ مَا لِرِفْعَتِهٖ انْتِهَاءُ
رَجَوْتُكَ يَا ابْنَ اٰمِنَةَ لِاَنِّيْ	مُحِبٌّ وَالْمُحِبُّ لَهُ الرَّجَاءُ

[1] یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ایک ستون سے تکیہ لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب لوگ زیادہ ہوئے تو آپ نے منبر بنوا لیا تاکہ لوگوں کو اپنا کلام سنا سکیں تو وہ ستون رو دیا۔ (السیرۃ النبویہ مفتی مکہ زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ)

[2] آپ میری آنکھ کی پتلی تھے۔ پس آپ کی وجہ سے (یا آپ کے غم میں) آنکھ اندھی ہو گئی (طبی کہ یا کو ممکن کرنا خلافِ قیاس ہے) آپ کے بعد جو شخص چاہے مرے (یعنی جو مرتا ہے مرتا رہے) مجھے تو صرف آپ کی وفات کا ڈر تھا۔ (السیرۃ النبویہ مفتی مکہ زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ)

[3] اے اللہ کے رسول (آپ کی وفات سے) وسیع زمین میرے لئے تنگ ہو گئی اور مصیبت بہت بڑھ گئی اور دوستی منقطع ہو گئی۔ اے اللہ کے رسول آپ کا مرتبہ بہت بڑا ہے اس کی بلندی کی کوئی انتہا نہیں۔ اے آمنہ کے فرزند میں آپ سے اُمید رکھتا ہوں کیونکہ مجھے آپ سے محبت ہے اور محب کو اپنے محبوب سے اُمید ہوا کرتی ہے۔

(حضرت) صفیہ رضی اللہ عنہا

ألا یا رسول اللہ کنت رجاءنا[1] ۱ وکنت بنا برا ولم تک جافیا

وکنت رحیما ہادیا ومعلما ۲ لیبک علیک الیوم من کان باکیا

لعمرک ما أبکی النبی لفقدہ ۳ ولکن لما أخشی من الہرج آتیا

کأن علی قلبی لذکر محمد ۴ وما خفت من بعد النبی المکاویا

أفاطم صلی اللہ رب محمد ۵ علی جدث أمسی بیثرب ثاویا

فدی لرسول اللہ أمی وخالتی ۶ وعمی وآبائی ونفسی ومالیا

فلو أن رب الناس أبقی محمدا ۷ سررنا ولکن أمرہ کان ماضیا

علیک من اللہ السلام تحیۃ ۸ وأدخلت جنات من العدن راضیا عہ

(حضرت) فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جب مزار پُرانوار پر آتی تھیں تو اپنے شوق و اضطراب کو بیان کرتی تھیں ؎

---

[1] اے اللہ کے رسول آپ ہماری اُمید تھے اور آپ ہمارے محسن تھے جفاکار نہ تھے۔ آپ رشتے مہربان بھی تھے اور ہادی و معلم بھی۔ ہر رونے والے کو آج آپ پر رونا چاہیے۔ اے مخاطب تیری زندگی کی قسم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کے بعد آنے والے فتنہ و آشوب کے ڈر سے رو رہی ہوں۔ گویا آنحضرت کی یاد اور آپ کے بعد آنے والے واقعات کے ڈر سے میرے دل پر داغ دینے کے گرم لوہے رکھے ہوئے ہیں۔ اے فاطمہ اللہ تعالیٰ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے اپنی رحمت نازل فرمائے اس قبر پر جو یثرب (مدینہ منورہ) میں موجود ہے۔ رسولِ خدا پر میری ماں، خالہ، چچا اور میرے آباؤ اجداد اور خود میری ذات اور میرا مال فدا ہو جائے اگر لوگوں کا پروردگار رحیم، آنحضرت کو باقی رہنے دیتا تو ہم خوش ہوتے لیکن اس کا حکم جاری ہو کر رہتا ہے آپ پر اللہ کی طرف سے سلام ہو اور آپ راضی خوشی جنتِ عدن میں داخل ہوں۔ عہ طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۳۲۵ مطبوعہ بیروت ۱۲

إذا اشتد شوقی زرت قبرک باکیا[1] أنوح وأشکو ما أراک مجاوبی

أیا ساکن الغبراء علمتنی البکا وذکرک أنسانی جمیع المصائب

فإن کنت عنی فی التراب مغیبا فما کنت عن قلب الحزین بغائب عہ

(حضرت) علی بن حسین رضی اللہ عنہما

یا مصطفی یا مجتبی![2] ارحم علی عصیاننا!

کتبِ سیر و تواریخ میں لکھا ہے کہ جب قاتلانِ امام علیہ السلام آپ کی شہادت کے بعد پس ماندگانِ اہلِ بیتِ نبوت کو دمشق کی طرف اسیر کر کے چلے تو جناب زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان بیتوں سے حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں استغاثہ کیا ؎

یا جد من حولی یتامی واخوتی[3] بالذل قد سلبوا القناع وجردوا!

یا جد من ثکلی وطول مصیبتی لما اعاینہ اقوم واقعد!

یا جد لو ابصرتنی ورأیتنی یا جدنا نحر الحسین ومورد

---

[1] جب میرا شوق بڑھ جاتا ہے تو آپ کی قبر کی روتے ہوئے زیارت کرتی ہوں اور گریہ کرتی ہوئی شکایت کرتی ہوں مگر دیکھتی ہوں کہ آپ جواب نہیں دیتے (نحوی ترکیب کے لحاظ سے مجاوب منصوب ہونا چاہیے لیکن آخری دو شعروں میں حرفِ روی مکسور ہے) اے زمین میں سکونت رکھنے والے تو نے مجھے رونا سکھا دیا۔ اور تیری یاد نے میری تمام مصیبتیں بھلا دیں۔ اگر آپ مجھ سے قبر میں غائب ہیں (تو کیا ہوا) آپ میرے غمزدہ دل سے غائب نہیں۔ ۱۲

[2] اے مصطفیٰ اور اے مجتبیٰ (صلی اللہ علیک) ہماری نافرمانی پر رحم فرمایے۔ ۱۲

[3] مذکورہ اشعار میں بہت سی اغلاط ہیں ان کی اصل نہیں مل سکی اس لئے ان کا ترجمہ اور تصحیح نہیں ہو سکی۔

عہ مدارج النبوت وصل دفن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۵ ۔ ۱۲

يا خالقي انت الرقيب عليهم — في فعل ظلما وانت الشاهد
يا والدي المشفق على المرتضى — مال العدو بنا قد مهد!
يا امي الزهراء قومي وعددي — وجميع املاك السماء تشهد
هذا حبيبك بالحديد مقطع — ومُخضّب بدمائه متشهد
والطيبون بنورك قتلى حوله — فوق الصعيد مضرج ومجرد
هذا مصائب ما اصيب بمثله — بشر من المخلوق الا واحد

بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت سید ابو محمد عبد القادر جیلانی[ع] رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو روضۂ مطہرہ پر دست بستہ کھڑے ہو کر التماس کیا[ع]

فِی حَالَۃِ البُعْدِ رُوْحِی کُنْتُ اُرْسِلُهَا[۱] — تُقَبِّلُ الاَرْضَ عَنِّی وَهِیَ نَائِبَتِی
وَهٰذِهٖ نَوْبَۃُ الاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ — فَامْدُدْ یَدَیْكَ لِکَیْ یَحْظُوْ بِهَا شَفَتِی

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے دستِ مبارک نکالے اور مصافحہ کیا۔

اور بھی جناب قدسی مآب نے رفعِ اشتباہ مشتبہین کے لئے دُور سے حضرتِ کریم میں گزارش کی ہے ؎

---

[۱] دوری کی حالت میں تو میں اپنی روح کو جو میری قائم مقام ہے بھیجا کرتا تھا تاکہ آپ کی زمین کو بوسہ دے۔ اب نوبت جسموں کی حاضری کی ہے جو حاضر ہو گئے۔ اپنے دستِ مبارک دراز کیجیے تاکہ میرا ہونٹ اُن (کو چومنے) سے بہرہ ور ہو۔ ۱۲۔

[ع] علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے مذکورہ اشعار بھی اُن کی طرف منسوب کئے ہیں۔ بعض کتابوں میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت موجود تھے اور یہ واقعہ نوّے ہزار کے مجمع میں پیش آیا (فضائل حج صفحہ ۱۳۰)

یَا حَبِیْبَ الْاِلٰہِ خُذْ بِیَدِیْ[۱] — مَا لِعَجْزِیْ سِوَاكَ مُسْتَنَدِیْ
غَیْرُ عُرْوَاكَ لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ — لِلْعَلِیْلِ الذَّلِیْلِ مُعْتَمَدِیْ
اِعْتِصَامِیْ سِوٰی جَنَابِكَ لِیْ — لَیْسَ یَا سَیِّدِیْ اِلَی الْاَحَدِ

وَمِنْہُ اَیْضًا

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اسْمَعْ قَالَنَا[۲] — یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا!
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقٌ — خُذْ یَدِیْ سَهِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا[ع]

شیخ امام بوصیری قدس سرہ:

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ[۳] — سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اسی طرح کسی کو اہلِ علم و اعتقاد سے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی، حیات اور سمع میں اختلاف نہیں اور جاہلوں کا مرض لاعلاج ہے۔ فرد

دانا کے لئے کافی ہے اِک لفظِ نصیحت — نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

---

[۱] اے خدا کے حبیب میری دستگیری فرمائیے کیونکہ میری عاجزی اور درماندگی کے لئے آپ کے سوا اور کوئی نہیں جس پر میرا اعتماد ہو۔ دونوں جہانوں میں آپ کی دست آویز کے سوا اس علیل و ذلیل کے لئے کوئی نہیں جس پر میں بھروسہ کر سکوں۔ اے میرے آقا آپ کی جناب کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کی پناہ لوں ۱۲۔

[۲] اے اللہ کے رسول ہماری بات سُنیے اور اے اللہ کے حبیب ہمارے حال کو ملاحظہ فرمائیے۔ میں غم کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں میری دستگیری کیجیے اور ہماری مشکلات کو آسان کیجیے۔ ۱۲ (اِسْمَعْ اور اُنْظُرْ میں ہمزہ وصلی ہے اسے درجِ کلام بطور ہمزۂ قطعی استعمال کرنا صحیح نہیں)

[۳] اے تمام مخلوق سے بزرگ تر آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں کہ کسی بڑے حادثے کے نازل ہونے کے وقت میں اس کی پناہ لوں ۱۲۔

فتویٰ

مولانا مولوی غلام قادر صاحب بھیروی عم فیضہ،

اَلسَّمَاعُ[1] مِنَ الْبَعِيْدِ لِلْاَوْلِيَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَالْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سِيَّمَا لِسَيِّدِ الرُّسُلِ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَفَخْرُ الْاَوْلِيَاءِ قُدِّسَ سِرُّهٗ حَقٌّ ثَابِتٌ بِالْقُرْاٰنِ وَالْاَحَادِيْثِ وَكَلَامِ الْعُلَمَاءِ الرّٰسِخِيْنَ الصَّالِحِيْنَ۔ وَهِيَ عَقِيْدَةُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔ وَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ وَالْمُخَالِفُ يَتِيْهُ فِيْ تِيْهِ الْخَيَالِ وَالْخَيَالُ الْمُخْتَالُ۔

راقمہ الفقیر غلام قادر عفی عنہ ساکن بھیرہ

مولانا مولوی غلام رسول صاحب عادل گڑھی عم فیضہ

تمام[2] اہلِ سنت وجماعت اعتقادِ بحیوٰۃ النبی وسمع وادراک وجوازِ ندا دارند۔

احقر غلام رسول۔ ساکن عادل گڑھ

مولانا مولوی غلام رسول صاحب امرتسری عم فیضہ،

یہ خطاب درست ہے کیونکہ اس میں اور اس خطاب میں جو التحیات میں ہوا

---

[1] اولیائے کرام اور انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کا دور سے سُننا، قرآن واحادیث اور علمائے راسخین کے کلام سے ثابت ہے اور اہلِ سنت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے اور آیاتِ حق کے بعد گمراہی ہوگی۔ اور مخالف خیال کے بیابان میں حیران وسرگرداں رہے گا۔ ۱۲

[2] تمام اہلِ سنت انبیاء کے زندہ ہونے اور ان کے سُننے دیکھنے اور ان کو ندا (یا) کے ساتھ پکارنے کے جواز کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ۱۲

کرتا ہے کچھ فرق نہیں۔ جب اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کہنا بالاتفاق بین الائمۃ الاربعہ درست ہوا تو یہ بھی درست ہے۔ واللہ اعلم

عبداللہ الغنی غلام رسول الحنفی عفی عنہ

مولانا مولوی محمد عبدالجبار صاحب امرتسری عم فیضہ،

اگر[1] نیتِ قائل اسماعِ حق تعالیٰ آں جناب راست بصیغہ خطاب می گویم جائز است۔ واللہ اعلم۔

عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی السلفی عفا اللہ عنہما

مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی عم فیضہ،

مرا[2] با جواب اخی مولوی عبدالجبار صاحب اتفاق است

ابوسعید بقلم خود عفی اللہ عنہ

نوٹ: مولانا عبدالجبار اور مولانا محمد حسین صاحبان اہلِ حدیث ہیں۔

---

[1] اگر کہنے والے کی نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کو سُنا دیتا ہے تو صیغہ خطاب سے پکارنا جائز ہے۔ ۱۲

[2] مجھے بھی برادرم مولوی عبدالجبار صاحب کے جواب سے اتفاق ہے۔ ۱۲

آغاز قصیدہ مبارکہ بجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

یَاسَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا ۱
اَرْجُوا رِضَاكَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاكَا

معنے بیت۔ اے سیدوں کے سید۔ پیشواؤں کے پیشوا! میں دلی قصد سے آپ ہی کے حضور آیا ہوں۔ آپ کی مہربانی اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں۔ اور اپنے آپ کو سب برائیوں سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اے پیشوائے دوسرا در پر ہوں تیرے آپڑا | چشم کرم بہر خدا، چشم کرم بہر خدا
تیری عنایت چاہیئے، تیری حمایت چاہیئے | مطلوب ہے تیری طلب، محبوب ہے تیری رضا

آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سید السادات ہونے میں کسی کو کلام نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرمایا ہے یٰسٓ[1] اے سید اے پیشوا! کذا فی التفاسیر اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (پ۲۲ ع ۲) یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے تو کسی کا باپ نہیں ہے لیکن اللہ کا رسول اور نبیوں کا پورا کرنے والا ضرور ہے۔ ختم بآخر رسانیدن کذا فی المنتخب وغیرہ۔ پس آپ نبیوں کے پورا کرنے والے ہیں: بجز

سید السادات

[1] ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابی طفیل سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ ۱۔ محمد ۲۔ احمد ۳۔ فاتح ۴۔ خاتم ۵۔ ابوالقاسم ۶۔ حاشر ۷۔ عاقب ۸۔ ماحی ۹۔ یٰسٓ ۱۰۔ طٰہٰ ۱۲ الدر المنظم (منہ)

آپ کے کمی تھی تکمیل آپ کے وجود باجود سے ہوئی تو کمال آپ ہی کو حاصل ہوا۔ پس سید (پیشوا) یہی ہیں۔ کیونکہ پیشوائی اہل کمال کو لائق ہے اور خاتم النبیین سے ثابت ہو چکا ہے کہ درجات انبیاء کے پورا کرنے والے آپ ہیں۔ کیونکہ سب پیغمبروں کو اکیلے اکیلے جو کمال حاصل تھے۔ وہ سب کے سب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف میں کلیتہً موجود ہوئے۔ اس صورت سے بھی سیادت اور پیشوائی کے حقدار آپ ہیں۔ فَالنَّبِیُّ الْاُمِّیُّ[1] سَیِّدٌ مِنْ اَیِّ وَجْہٍ کَانَ۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ مِنْھُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ (پ۳ ع ۱) یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور جن کو فضیلت دی ہے ان میں سے (کوئی تو وہ ہے کہ کلام فرمایا اس سے اللہ نے) اور بعض کا درجہ بلند کیا ہے۔

اور بعض سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جیسے کہ تفسیر معالم وغیرہ میں ہے اور تفسیر مظہری میں ہے کہ اونچے درجے والے سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے اور آپ کا فاضل و رفیع الدرجات ہونا وحی[2] غیر متلو سے بھی ثابت ہے جو مجمع علیہا امت ہے۔ انتہیٰ اور مظہری والے نے بعد اس

[1] پس نبی امی ہر وجہ اور ہر طریقے سے سردار ہیں۔ ۱۲

[2] وھو قول جبریل علیہ السلام اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ عَنِ اللّٰہِ تعالیٰ عند تفسیر قولہ جل جلالہ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔ ۱۲ معالم (منہ) (ترجمہ یعنی حضرت جبرائیل نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے (جب میرا ذکر ہوتا ہے تو میرے ساتھ تیرا بھی ذکر ہوتا ہے) رفعنا لک ذکرک کی تفسیر میں صاحب معالم نے اس کا ذکر کیا ہے)

کے بہت سی حدیثیں جو مشتمل بر فضیلت آپ کے دیگر انبیاء پر ہیں ذکر کی ہیں۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیثیں اگرچہ از قسم احاد ہیں۔ لیکن معنیً متواتر اور مقبول محدثین و ائمہ اعلام ہیں۔
بیہقی و طبرانی و ابن عساکر نے حضرت عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل نے بیان کیا کہ میں نے تمام زمین پر شرقاً غرباً پھر پھر کر دیکھا لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی شخص اور بنی ہاشم سے کوئی قوم افضل نہیں دیکھی۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعقبات علی موضوعات ابن الجوزی میں لائے ہیں کہ ابونعیم نے حلیہ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے اور حاکم نے مستدرک صحیح میں حضرت عائشہ و جابر سے بھی اور اسی نے بسند صحیح ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ : میں[1] سردار اولاد آدم ہوں اور علی سردارِ عرب ہے۔

اور ابن عساکر نے قیس بن ابی حازم سے روایت کیا ہے

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَ اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُ کُھُوْلِ الْعَرَبِ وَ عَلِیٌّ — میں تو تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ اور ابوبکر عرب کے میانہ عمر والوں کا

---

[1] ابن سعد نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ جب حلیمہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا تو آپ کی والدہ آمنہ نے فرمایا کہ اے حلیمہ! جس بچہ کو تُو نے لیا ہے اس کی شان عجیب ہے۔ میں جب اس سے حاملہ تھی تو مجھے کہا گیا تھا کہ جب تو جنے تو اس کا نام احمد رکھیو۔ کیونکہ سید العالمین یعنی تمام جہان کا سردار ہے۔ الخ ۱۲ الدر المنظم۔ مختصر من الحدیث (منہ)

سَیِّدُ الْعَرَبِ — سردار ہے اور علی جوانانِ عرب کا سردار ہے

اور مُسلم میں بروایت ابی ہریرہ اور ترمذی میں ابی سعید سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا علیہ وآلہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ — یعنی قیامت کو (کہ موقع اظہارِ حقیقت ہے) میں ہی اولاد آدم کا سردار اور پیشوا ہوں گا۔

اور چونکہ انبیاء اپنی اپنی اُمت کے پیشوا اور سردار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیا و مرسلین کے پیشوا۔ تو آپ سید السادات ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

زیارت کی نیت سے حاضری

قَاصِدًا۔ اس واسطے کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قصدِ خدمت کے سوا اور کوئی غرض یہاں آنے کی نہیں۔ آنا محض بقصدِ نیت سعادت اندوزی ملازمانِ حضور ہے۔ جذب القلوب میں ہے۔

مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا تَحْمِلُہٗ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ — یعنی جو شخص میری زیارت کو آئے بشرطیکہ اسے سوائے میری زیارت کے اور کوئی کام نہ ہو۔ تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں قیامت کو ضرور اس کی سفارش کروں گا۔

اور بھی حدیث میں ہے

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ — یعنی جو شخص میری زیارت کرے اور اس کا اصلی مقصود میرے پاس تک آنے کا ہی

ہو تو وہ قیامت کو میرے پڑوس میں ہوگا

اَن جَوِّ رِضَاكَ ۔ خوشنودیٔ خدا تعالیٰ کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے بجز اس
کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو۔ کیونکہ خوشنودی آپ
کی موجبِ خوشنودیٔ خدا ہے۔ اسی واسطے صُلحِ حدیبیہ میں جب مومنوں نے رسولِ
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بجہت استرضائے (حصولِ خوشنودی) آپ سے
بیعت کی (کہ جب تک جان ہے میدان سے نہ نکلیں گے تاآں کہ آپ ہم پر
راضی ہو جائیں) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی خوشنودی کو اپنی خوشنودی ٹھہرایا اور یہ
آیت نازل فرمائی۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ ۔ (پ۲۶ ع ۱۱) (الاٰية)
بتحقیق اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہوا جبکہ انہوں نے تیری بیعت کی۔
مشکوٰۃ شریف میں (نقلاً عن البیہقی فی شعب الایمان) حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ
وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس نے مجھے خوش کیا گویا اللہ تعالیٰ کو
خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اسے بہشت میں داخل کرے گا۔

الغرض آپ کے تمام منسوبات فی النبوۃ والرسالۃ منسوبات بحق ہیں۔ جیسے
مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ [1] اور وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ اور يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۔ اور بخاری میں ہے
مَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا

[1] جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا (پ۵ ع ۸) اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی (پ۹ ع ۱۶) ان کے ہاتھوں پر جن سے انہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کیا، اللہ کا ہاتھ ہے (پ۲۶ ع ۱۰)

رضائے مصطفےٰ رضائے خدا ہے۔

فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ ۔ جس نے محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ جل جلالہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی تو گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور محمد ہی فرماں
برداروں اور سرکشوں میں فرق ہے۔ نیز حدیث میں آیا ہے کہ جس نے مجھ کو خفا کیا۔
اس نے خدا کو خفا کیا اور جس نے مجھ کو راضی کیا اس نے خدا کو راضی کیا۔ اور جس
نے میری نافرمانی کی اس نے گویا خدا کی نافرمانی کی۔ اور جس نے میری فرمانبرداری کی
اس نے گویا خدا کی فرمانبرداری کی۔ چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں قُلْ اِنْ كُنْتُمْ
تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ۳ ع ۱۲) تو کہہ کہ اگر تم اللہ سے
پیار لگانا چاہتے ہو تو پہلے مجھ سے پیار لگاؤ۔ میرے ساتھ پیار لگانے سے اللہ خود بخود
تم سے پیار کرے گا کیونکہ میری خوشی اس کی خوشی ہے)

---

(۲) وَاللّٰهِ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِيْ !
قَلْبًا مَشُوْقًا لَا يَرُوْمُ سِوَاكَا

معنے بیت :- اللہ کی قسم! اے بہترین مخلوقات تحقیق میرا دل آپ کی زیارت
کا بہت ہی شوق رکھتا ہے۔ سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں چاہتا ؎

اے رہنمائے گمرہاں، اے بہترینِ دو جہاں | اے خاتمِ پیغمبراں، اے مظہرِ نورِ خدا
رہتے ہیں تیرے شوق میں مضطر دل وجان وجگر | راحت کہاں تیرے بغیر الفت کسے تیرے سوا

وَاللّٰهِ قسم اس لئے کھائی کہ قسم سے کلام موکد ہو جاتا ہے اور اللہ سے زیادہ
عظمت اور بزرگی والا کون ہے کہ جس کی قسم لائقِ تسکین مخاطب ہو۔

ترمذی میں ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ اَشْرَكَ ۔ جس نے سوائے اللہ کے کسی اور شئے کی قسم کھائی تو گویا اس نے شرک کیا۔

خَيْرُ الْخَلَائِقِ ۔ بے شک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سب مخلوقات سے بہتر ہیں۔

ترمذی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَنَّهٗ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا؟ فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا۔

خلاصہ یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب خیر الناس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے بحالیکہ گویا انہوں نے کسی بد انجام سے آپ کے نسب عالی کی نسبت کوئی نامناسب بات سُنی ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پہ کھڑے ہوئے اور پُوچھا کہ میں کون ہوں؟ سب نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا یہ تو ہے ہی پر بطور شخصی میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمام خلقت کو پیدا کیا اور مجھے مخلوقات کے بہترین نوع میں کہ وہ نوعِ انسانی ہے بنایا۔ پھر کئی فرقے بنائے مجھے ان سے بہترین فرقے میں بنایا۔ پھر اس کے بھی کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو ان سے بہترین

قبیلے میں بنایا۔ پھر اس کے کئی گھر بنائے۔ مجھے ان سے بہترین گھر میں پیدا کیا۔ تو میں ان سب سے بذاتِ خود بھی بہتر ہوں اور میرا گھرانہ بھی ان سے بہتر ہے۔

اس حدیث سے بوضوح تمام آپ کا خیر الانام ہونا ثابت ہو گیا۔

لَا يَرُوْمُ ۔ دل آپ کے سوا کسی اور شئے سے نہیں لگتا۔ یعنی بجز آپ کے میرے دل میں صبر و قرار نہیں اور دلی محبت کی شرط بھی یہی ہے کہ دل سوائے محبوب کے اور کچھ نہ چاہے۔ وَمِنْ حَيْثُ قَالَ مَنْ قَالَ الْعِشْقُ نَارٌ يُحْرِقُ مَاسِوَى الْمَحْبُوْبِ[1]۔

وَبِحَقِّ جَاهِكَ اِنَّنِيْ بِكَ مُغْرَمٌ
(۳)
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّنِيْ اَهْوَاكَا

معنے بیت۔ اور مجھے قسم ہے آپ کے رُتبہ برتر کے حق کی۔ کہ تحقیق میں آپ کا عاشق ہوں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں ؎

---

[1] حُبّ اسمیست مر صفاء مودت را موضوع از انچہ عرب صفاء بیاضِ چشم انسان را حَبَّۃُ الانسان خوانند چنانچہ سویدائے دل حبۃ القلب۔ پس این یکے محل محبت آمد و آں یکے محل رویت ازاں معنی بود کہ دل و دیدہ اندو دوستی مقارن بود ۱۲ (کشف المحجوب) منہ

(حُب ایک اسم ہے جو صفائے محبت کے لئے وضع کیا گیا ہے اس لئے اہلِ عرب آنکھ کے تل کو حَبَّۃُ الْاِنْسَانِ (آنکھ کی پتلی کا تل) کہتے ہیں جیسا کہ وُہ دل کے نقطۂ سیاہ کو حَبَّۃُ الْقَلْبِ (دل کا سیاہ دانہ یا نقطہ) کہتے ہیں پس یہ ایک (حبۃ القلب) تو محبت کا محل ہے اور دُوسرا حَبَّۃُ الْاِنْسَانِ رویت کا محل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دل اور آنکھ محبت میں۔ متصل ہیں)

اے سرورِ والاحشم جاہِ مبارک کی قسم | جان آپ پر قربان ہے دل آپ کا ہے مُبتلا
ہیں اور اُلفت کا بیاں میرا یہ مُنہ میری زباں | اللہ کو معلوم ہے میری محبّت کا پتا

بِحَقِّ جَاهِكَ ۔ اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں ۔ ۱۔ یہ کہ قسم ہے آپ کے درجہ برتر کے حق کی جو ہم پر ہے ۔ ۲۔ یہ کہ قسم ہے آپ کے درجہ برتر کے حق کی جو اللہ کے نزدیک ہے ۔ ۱؎ یہ کہ ہم ان سے دلی محبت رکھیں اور ان کے کہے پر چلیں اور ہٹائے سے ہٹیں اور اس شکریہ میں کہ انہوں نے ہم کو راہِ ہدایت دکھائی۔ ان کے لئے پروردگار سے بعث فی مقام محمود چاہیں اور ان پر بکثرت صلاۃ وسلام بھیجیں اور کسی وقت ایک ذرہ بھی ان کی مخالفت نہ کریں۔ کیونکہ آپ کی ذرا سی مخالفت بھی کُفر اور ناحق شناسی اور ناسپاسی ہے اور آپ کی محبّت و اُلفت اطاعت ہے ۔ آپ کے حق جو ہم پر ہیں وُہ بھی علاوہ ان حقوق کے جو اُس واحد یگانہ کے ہم پر ہیں ۔ خدا کے ہی حق ہیں ۔ گویا خدا کے رُتبہ اعلیٰ وارفع کے حق کی جو ہم پر ہیں قسم کھائی ہے ۔ ۲؎ اس میں کیا شُبہ ہے اللہ کے نزدیک آپ کا بُہت بڑا رُتبہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پ۳۰ ع ۱۹) اور ہم نے بلند کیا ہے تیرے لئے تیرے ذکر کو۔ معالم میں ابوسعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے جبریل سے اس آیت کی تفسیر پُوچھی تو اس نے کہا معنی اس کے یہ ہیں ۔ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيْ یعنی جب میں ذکر کیا جاؤں تو تُو بھی میرے ساتھ ہی ذکر کیا جائے ۔ مواہب لدنیہ میں منقول ہے کہ ابنِ عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام سے طور پر بے واسطہ کلام کیا اور عیسیٰ

علیہ السّلام کو رُوح القُدس سے بھرا اور ابراہیم علیہ السّلام کو خلیل بنایا اور آدم علیہ السّلام کو صفی کہا۔ آپ کو کونسی بزرگی دی ؛ پس جبریل نازل ہوئے اور عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ابراہیم کو خلیل کیا ہے تو تجُھ کو حبیب اور اگر موسیٰ سے زمین پر کلام کیا ہے تو تجُھ سے آسمانوں پر اپنے انتہائے قُرب میں ۔ اگر عیسیٰ کو رُوح القُدس پیدا کیا ہے تو تیرے نام کو پیدائش عالم سے دو ہزار سال پیشتر پیدا کیا۔ اور میں نے آسمان و زمین میں تیرے واسطے وُہ چیزیں پیدا کیں کہ اولین و آخرین سے کسی کے لئے مہیا نہیں کیں ۔ اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا تو تجھ کو خاتم الانبیاء کیا۔ تجُھ سے زیادہ بزرگ کسی کو نہیں بنایا۔ تجُھ کو حوض ، شفاعت ، ناقہ ، عصا ، تاج ، علم ، حج ، عمرہ ، رمضان اور شفاعتِ مطلق عطا کی ۔ سب کچھ تیرے لئے ہے یہاں تک کہ میرے عرش کا سایہ بھی تیرے سر پر پھیلا ہوا اور تاج الحمد تیرے سر پر رکھا ہو گا۔ تیرا نام میرے نام کے ساتھ مقرون ہے جہاں میرا ذکر ہو گا تیرا بھی ذکر ہو گا۔ اور میں نے دُنیا اور اہلِ دُنیا کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جتلا دوں ۔ میرے حبیب ! اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دُنیا کو پیدا نہ کرتا۔

غرض کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا درجہ تمام جہان سے برتر ہے ۔ اور کس کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ باری تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کا نام ہو ۔ یہ محض آپ کی شان ہے ۔ توحید ہی میں دیکھو کہ ہر چند کوئی شخص توحید الٰہی پکارتا ہو لیکن جب تک تصدیقِ رسالت آں جناب صلّی اللہ علیہ وسلّم نہ کرے مقبول نہیں چنانچہ قرآن

۱؎ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رُوْعِيْ (صحاح) (میرے دل میں ڈالا گیا یعنی مجھے الہام ہوا) اس سے رُوح القدس کے نازل ہونے میں کچھ خصوصیت عیسیٰ علیہ السلام کی نہ رہی ۱۲ (منہ)

مجید ناطق ہے مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ[1] اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ کے سوا کہ وُہ ذریعہ اسلام ہے کوئی دین نہ کوئی عبادت نہ کوئی عمل مقبول ہو گا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ برتر (مجمع رسالت ونبوت وولایت وعبدیت ہے) کا حق باری تعالیٰ عزاسمہ نے محض اپنی عنایات بے غایات سے بے الزام لازم کر رکھا ہے وہی ذات بے مثل ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ کبھی دال کا ذکر کرتے ہیں اور مراد مدلول کی ہوتی ہے۔ چنانچہ علم بیان میں بضمن دلالت[2] مذکور ہے۔ پس اس طرح بھی ذات واحد باری تعالیٰ کی قسم کھائی ہے

مسئلہ۔ دعا میں بحق کسی کے کہنا جائز ہے۔ ہر چند کہ اللہ پر کسی کا حق نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے آپ پر لازم کر رکھا ہے چنانچہ سورۂ یونس میں فرمایا ہے ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ[3] اور سورۂ روم میں وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ[4]۔ اور صحیحین میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

دعا میں بحق کسی کے کہنا جائز ہے

---

[1] جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وُہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا (پ۳ ع۱۷)

[2] دلالت کی تین قسمیں ہیں ۱۔ دلالت وضعی مطابقی جیسے دلالت انسان کی حیوان ناطق پر ۲۔ تضمنی جیسے دلالت انسان کی حیوان پر ۳۔ التزامی جیسے دلالت انسان کی ہنسنے والے پر۔۱۲ حدائق (منہ)

[3] پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے بات یہی ہے ہمارے ذمۂ کرم پر حق ہے مسلمان کو نجات دینا (پ۱۱ ع۱۵)

[4] اور ہمارے ذمۂ کرم پر حق ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا (پ۲۱ ع۸)

قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اِلَّا مُؤَخَّرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا۔ کہ ایک دفعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے خچر پر سوار تھا اور سوائے پچھلے موڑ زین کے میرے اور آپ کے درمیان کوئی شے حائل نہ تھی۔ آپ نے فرمایا اے معاذ تو جانتا ہے کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وُہ ایسے شخص کو کہ جس نے اس کے ساتھ شریک نہ کیا ہو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا کہ میں لوگوں کو ایسی خوشخبری سناؤں۔ فرمایا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بھروسہ کر بیٹھیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بندوں کا حق بھی اللہ پر ہے۔ پس اللہ کے بندوں سے بفحوائے حدیث جن کا موحد ہونا اور نیک عمل ہونا یقینی ہو تو اللہ پر ان کا حق مغفرت ورحمت ہے اور وُہ جو اللہ کا حکم مانتے ہیں اور اس کا حق بجا لاتے ہیں تو اللہ ان کا حق نہیں بھولتا فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ[1] اور بھی حدیث

---

[1] پس یاد کرو تم مجھ کو یاد کروں گا میں تم کو (پ۲ ع۲)

ہیں ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ[1]۔ اسی واسطے اگر کوئی ان کے حق سے دُعا مانگے تو جائز ہے لِاَنَّ لَھُمْ رَاْفَۃٌ[2] لِاَغْیَارِھِمْ اور سائل محروم نہیں رہتا۔ لِعِزَّتِھِمْ[3] عِنْدَ اللّٰہِ وَھٰذَا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی اَوْلِیَائِہٖ۔

جناب محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد والدہ ماجدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فوت ہوگئیں تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی لحد میں لیٹے اور یہ دُعا پڑھی۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَالْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ اللہ وُہ جو جِلاتا ہے اور مارتا ہے اور ہمیشہ زندہ ہے کہ نہیں مرتا۔ اے ربّ میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کی قبر کو کشادہ کر دے اپنے نبی کے حق سے اور دوسرے نبیوں کے حق سے جو پہلے مجھ سے تھے۔ کیونکہ تو بے شک سب سے بڑی رحمت والا ہے۔ اور مشکوٰۃ کے باب الرحمۃ و الشفقۃ میں لکھا ہے مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ اَخِیْہِ بِالْمَغِیْبَۃِ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّعْتِقَہٗ مِنَ النَّارِ۔ جو کوئی کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرنے سے کسی کو روکے تو اللہ پر حق ہو گا کہ اُس کو آتشِ دوزخ سے آزاد کرے اور بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَرُدُّ عَنْ عِرْضِ

[1] جو شخص اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جائے گا۔۱۲

[2] کیونکہ ان کے لئے بہت مہربانی ہے ان کے اغیار کی وجہ سے۔ ۱۲

[3] ان کی اس عزت کی وجہ سے جو اللہ کے نزدیک ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے اپنے مقبولوں پر۔ ۱۲

اَخِیْہِ اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یَّرُدَّ عَنْہُ نَارَ جَھَنَّمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ جو کوئی کسی کو کسی مسلمان بھائی کی آبرو ریزی سے بند کرے تو اللہ پر حق ہوتا ہے کہ اس سے قیامت کے دن دوزخ کی آگ دور کرے پھر آپ نے اس کے ثبوت کے واسطے کہ اللہ پر بھی بندوں کا حق ہے یہ آیت وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ[1] پڑھی۔

پس مذکورہ آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ بندوں کا حق بھی اللہ پر ہے۔ دُعا و سوال میں کسی نبی یا ولی کے حق کو وسیلہ اجابت کرنا منع نہیں۔

اِنَّنِیْ بِكَ مُغْرَمٌ۔ میں آپ سے دِلی اُلفت رکھتا ہوں کیونکہ زبان بغیر دل کے کچھ نہیں بلکہ عین نفاق ہے۔ اس واسطے غرام کا لفظ مذکور ہوا جس کے معنے حرص رکھنے اور شیفتگی اور دِلی محبت رکھنے کے ہیں۔

فرد: دِل جانم فدائے جاناں باد   کہ دِل وجاں وجودِ عالم اوست

اور پھر بلفظ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اللہ کی گواہی سے اپنی اس محبّت کو مؤکد اور مصدّق کر کے تکرارِ اِنَّنِیْ اَھْوَاكَ سے تخصیص کر دی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے۔

واضح ہو کہ محبّت آپ کی عین ایمان ہے جس کو آپ کی محبّت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ (پ۲۱ ع ۱۷) یعنی نبی مومنوں کو اُن کی جانوں سے زیادہ تر پیارا ہے اور قسطلانی شرح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ

[1] اور ہمارے ذمۂ کرم پر حق ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا (پ۲۱ ع ۸)

حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَّفْسِہٖ وَوَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ - یعنی کوئی تم میں سے ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے اپنی جان اور اپنے بیٹے اور باپ اور سب آدمیوں سے زیادہ دوست نہ رکھتا ہو اور صحیحین میں ہے کہ تم سے کوئی ایماندار نہ ہو گا۔ تاکہ وقتیکہ مجھے (اپنی جان اور مال اور) باپ اور بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ جانتا ہو۔ پس چونکہ محبّت محمدی عین ایمان ہے اس واسطے بقسم و شہادت زبانی مؤکد کرکے دلی محبّت و اُلفت کا اظہار کیا ہے[۱]۔

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ
کَلَّا وَ لَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَا (۴)

یہ معنے بیت - آپ وُہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا - بلکہ آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق پیدا نہ ہوتی[ع]۔

---

[۱] کیونکہ حصولِ درجات عالیہ و منازلِ رفیعہ خاص محبت سے متعلق ہیں - دیگر اعمال قلبی و قالبی اس کو نہیں پہنچتے - ان سب کی اصل وہی ایک محبّت ہے وُہ نہ ہو تو یہ کچھ بھی نہیں - چنانچہ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ قیامت کب ہو گی؟ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ عرض کیا کچھ نہیں - لیکن اللہ اور اس کے رسول (یعنی آپ کی) محبّت ہے! آپ نے فرمایا پھر "کچھ نہیں" کیوں کہتا ہے تیرے پاس تو سب کچھ ہے - یہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے آدمی محبت رکھتا ہے قیامت کو اس کے ساتھ ہو گا - اب خیال کیجئے کہ رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا درجہ سب کے نزدیک کس قدر ہے اور آپ کا مقام اور منزلت کہاں تک ہے - پس وہ شخص جو آپ کا محبّ و عاشق ہے آپ کے پاس ہو گا - ۱۲ (منہ)

[ع] ترجمہ کی عبارت مغلق تھی اس لئے سہل کر دی ہے -

اے خاتمِ پیغمبراں اے باعثِ خلقِ جہاں	اے سرورِ والا نشاں اے شاہِ لَوْلَاکَ لَمَا
باعث نہ ہوتا تو اگر، پیدا نہ ہوتا اک بشر	معدوم تھا سب سر بسر جُز ذاتِ پاک کبریا

لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ بے شک آپ باعثِ ایجاد ہیں - حاکم نے صحیح مستدرک میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے اسم پاک محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ جل جلالہ کے نام کے ساتھ عرش پر لکھا دیکھا تو عرض کیا الٰہی یہ کون ایسا ہے کہ جس کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھ رکھا ہے حکم ہوا کہ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ وُہ میرے نزدیک ایسا عزیز و مکرم ہے کہ اگر وُہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا - اور ابوالشیخ و حاکم نے ابنِ عباس سے روایت کیا ہے کہ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَا الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ (اگر محمد نہ ہوتا تو میں نہ آدم پیدا کرتا نہ بہشت نہ دوزخ) اور اسی طرح مسند دیلمی میں بھی ابنِ عباس سے روایت کیا گیا ہے وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ - ابنِ عساکر نے ابنِ عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حکم ہوا لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا اگر تو نہ ہوتا تو میں دُنیا کو پیدا نہ کرتا - اور حافظ قسطلانی نے مواھب اللدنیہ میں اس طرح روایت کیا ہے لَوْلَاہُ لَمَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَّلَا اَرْضًا - اگر وُہ نہ ہوتا تو میں آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتا - پس بوحی غیر متلو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باعثِ ایجادِ عالم ہیں -

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُّوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ بَہَاکَا (۵)

آپ کے نور سے کائنات پیدا ہوئی

معنے بیت۔ آپ وُہ ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ کے نُور سے منور ہوا اور آپ ہی کے جمالِ باکمال سے سورج روشن ہے۔

اے جلوۂ نورِ خُدا، اے نورِ ذاتِ کبریا	ہے نور سے تیرے بجا ماہِ منور کی ضیا
یہ جلوہ یہ تابندگی یہ نور یہ رخشندگی	مہرِ درخشاں میں نہ تھی گر تُو نہ ہوتا جلوہ زا

حدیث میں ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ یعنی سب سے پہلے اللہ جل جلالہ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ اور عبدالرزاق نے بسندِ خود جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پہلے پہل کیا پیدا ہوا؛ آپ نے فرمایا کہ اوّل ہی اوّل اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے میرا نور پیدا کیا۔ سو یہ تو مشیّت الٰہی پھرتا رہا اور اس وقت لوح و قلم، دوزخ و بہشت، زمین آسمان،

ے ترمذی میں جابر بن سَمُرہ سے روایت ہے قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَةٍ اِضْحِیَانَةٍ وَعَلَیْهِ حُلَّةٌ حَمْرَآءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاِلَی الْقَمَرِ فَهُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ چاندنی رات میں حاضر ہوا آپ سُرخ لباس پہنے ہوئے تھے۔ سو میں کبھی آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا اور کبھی چاندنی کی طرف۔ اس غور سے محقق (ثابت) ہوا کہ آپ کا رُوئے مبارک چاند سے (بڑھ کر) زیبا اور روشن تھا۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ۔ میں نے کبھی کوئی شئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوب تر نہیں دیکھی گویا سورج آپ کے چہرہ مبارک پر رواں تھا یعنی اس قدر روشن تھا کہ نظر نہ ٹھہر سکتی تھی ؎

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری	آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ۱۲ (منہ)

جن و انس، فرشتہ، سورج اور چاند وغیرہ سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے کچھ بھی نہ تھا۔ پھر جب پروردگار نے جہاں پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نور کے چار حصے کر دیئے سو پہلے حصہ سے قلم، دُوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش پیدا کیا۔ اور چوتھے حصہ کے پھر چار حصے کئے۔ سو پہلے سے حملۃ العرش (عرش اُٹھانے والے فرشتے) دُوسرے سے کُرسی، تیسرے سے اور تمام فرشتے پیدا کر دیئے اور چوتھے حصہ کو پھر چار حصوں پر منقسم کیا۔ پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین، تیسرے سے دوزخ و بہشت اور چوتھے کے پھر چار حصے کئے۔ پہلے سے مومنین کا نورِ بصارت، دوسرے سے ان کا نورِ دل اور تیسرے سے ان کی زبانوں کا نور جو کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے پیدا کیا۔ کُتبِ اخبار میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُور کو پیدا کیا۔ پھر تمام عالم کو اس سے ظاہر کیا۔ زمین، آسمان، ستارے، چاند، سورج اور سب انبیاء اولیاء اسی نور کے پرتو ہیں۔ اور حقیقتِ محمدی سب کا منشاء ہے۔ اور امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی دقائق الاخبار میں لکھتے ہیں کہ وَمِنْ عَرَقِ وَجْهِهٖ خُلِقَ الْعَرْشُ وَالْکُرْسِیُّ وَاللَّوْحُ وَالْقَلَمُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْحِجَابُ وَالْکَوَاکِبُ وَمَا کَانَ فِی السَّمَآءِ (اور مسند عبدالرزاق میں بھی جابر بن عبداللہ سے مروی ہے) عرش، کُرسی، لوح و قلم، سورج، چاند، نورانی ستارے، اور جو کچھ آسمان میں ہے آپ کے عرق رُوئے مبارک سے پیدا ہوئے۔

فرد

صاف روشن ہے رُخِ تابانِ مہر و ماہ سے	نورِ احمد سے یہ رکھتے ہیں مقرر اختلاط

(۶) اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا رُفِعْتَ اِلَی السَّمَآءِ!
بِكَ قَدْ سَمَتْ وَتَزَیَّنَتْ لِسُرَاكَا

معنے بیت۔ آپ وہ ہیں کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی تو آپ کے خیر مقدم کے اعزاز میں معراج کی رات کو آسمان بارونق اور پُر زینت کر دیئے۔ ؎

جب تُو نے لے والاحتم افلاک پر رکھا قدم	تھا خیر مقدم کی خوشی تھا مرحبا کا غلغلا!
شاداں اُدھر رب جہاں قُرباں ادھر قدسیاں	آراستہ ہفت آسمان صلِّ علیٰ اصلِ علیٰ!

بِكَ قَدْ سَمَتْ۔ آسمان نے اپنے اُوپر آپ کے قدم مبارک رکھنے کا فخر کیا۔ اور سَمَا بمعنی بلندی اور چونکہ ہر سمت باعتبار فضا لا انتہا ہے اس واسطے عرش کُرسی وغیرہ بھی دعا ہیں۔ اَلْ اس پر اسمی ہے۔ اور کُتب ثقات میں لکھا ہے کہ عرش پیدا ہونے سے اب تک متزلزل اور قدم بوسی جناب کا مشتاق تھا۔ معراج کی رات جب آپ نے قدم مبارک رکھا تو ساکن ہو گیا۔ جب سے اس کو سکون و قرار ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان اپنی رفعتِ مکان کا زمین پر فخر کرتا تھا اور زمین اپنی پستی پر محزون تھی۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بایں قدر و منزلت زمین پر پیدا کیا تو آسمان کا وُہ غرور ٹوٹ گیا اور فخر کچھ بھی نہ رہا اور ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں ملتجی رہتا تھا کہ یا الٰہی وُہ اعزاز جو زمین کو عرصہ تک حاصل ہے مجھے ایک دم ہی عطا فرما۔ پس جب آپ تشریف لے گئے تو بہت خوش ہوا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ کو اُوپر بلائے تو رضوان مُوکل جنّات کو حکم دیا۔ کہ

معراج کی رات آسمانوں کی زینت

بہشت کو اور بھی مزیّن کر دے اور آسمان کو فرمایا تَزَیَّنِیْ اے آسمان میرے حبیب کی آمد ہے تو اس کے خیر مقدم کے لئے پُر رونق اور بازینت ہو جا۔

---

(۷) اَنْتَ الَّذِیْ نَادَاكَ رَبُّكَ مَرْحَبًا
وَلَقَدْ دَعَاكَ لِقُرْبِهٖ وَحَبَاكَا

معنے بیت۔ آپ کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرحبا کہا اور اپنے قرب میں بُلا کر بہت محبت و مہربانی کی۔ اور جو کچھ آپ نے مانگا سو عطا کیا ؎

میں کیا کروں مدح و ثنا شانِ مبارک کی بھلا	جب خود خدا فرما چکا یٰسین طٰہٰ وَالضُّحٰی
قُرب و حضوری کی عطا جو تو نے مانگا وُہ دیا	گا ہے کہا صد آفریں گا ہے کہا صد مرحبا

روایت ہے کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبِ معراج میں عرش سے آگے لامکان پہنچے تو آواز آنی شروع ہوئی مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَرَسُوْلِیْ یعنی چلا آ میرے حبیب میرے رسول۔ تیرے لئے کشادگی اور فراخی ہے۔ پھر آپ پہنچنے کی جگہ پہنچے اور اُمت کے لئے سہولت اور گنہگاروں کی مغفرت مانگی حکم ہوا کہ لَكَ مَا سَاَلْتَ حَبِیْبِیْ میرے پیارے جو تُو نے مانگا سو میں نے دیا۔ اور صحیحین میں مالک بن صَعْصَعَہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں نے پروردگار سے بار بار سہولتِ اُمت کے لئے سوال کیا اور ہر مرتبہ میرا سوال منظور ہوا۔ آخر مجھے آپ ہی شرم آئی اور بار بار سوال کرنے سے رُک گیا۔ یہ خلاصہ ایک بڑی لمبی حدیث کا ہے۔

بارگاہِ ایزدی سے مرحبا

(۸)

اَنْتَ الَّذِیْ فِیْنَا سَأَلْتَ شَفَاعَۃً
لَبَّاكَ رَبُّكَ لَمْ تَكُنْ لِسِوَاكَا

معنے بیت۔ آپ وُہ ہیں کہ آپ نے ہمارے واسطے شفیع ہونا خدا سے طلب کیا تو آپ کے رب نے پکار کر کہہ دیا کہ یہ مرتبہ سوائے آپ کے کسی اور کے لئے نہیں ہوگا ؎

جب تونے اے والا نسب فخرِ عجم فخرِ عرب	حق سے شفاعت کی طلب فرمان یہ نازل ہوا
ہاں ہاں اجازت ہے تجھے آج عزت ہے تجھے	زیبا شفاعت ہے تجھے بے شک یہ حصہ ہے تیرا

مُسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ اِبْرَاھِیْمَ رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ۔ وَقَالَ عِیْسٰی اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُكَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَبَكٰی فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا جِبْرَئِیْلُ اذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ فَاسْأَلْہُ مَا یُبْكِیْہِ فَاَتَاہُ جِبْرَئِیْلُ فَسَأَلَہٗ فَاَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللّٰہُ لِجِبْرَئِیْلَ اذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلامِ الٰہی میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ مقولہ رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کا

؎ اے میرے رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وُہ تو میرا ہے (پ۱۳ ع۱۸)

طلبِ شفاعت اور اللہ کی عطا

یہ مقولہ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُكَ پڑھا تو ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ اے اللہ میری اُمت، میری اُمت اور بہت روئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو فرمایا کہ مجھ کو سب کچھ معلوم تو ہے پر اظہار امر کیلئے جا میرے حبیب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھ کر کیوں روتا ہے۔ پس آپ نے رونے کا سبب بتایا۔ اللہ رحیم کریم نے فرمایا جا میرے حبیب کو کہہ کہ غمگین مت ہو ہم تجھ کو راضی کریں گے کہ تیری اُمت بخش دیں گے اور تجھ کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور ہم تجھ کو ہرگز غمگین نہیں کریں گے۔

---

(۹)

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ
مِنْ زَلَّۃٍ بِكَ فَازَ وَھُوَ اَبَاكَا

معنے بیت۔ آپ وُہ ہیں کہ حضرت آدمؑ نے (جو آپ کے باپ ہیں) جب اپنے گناہ بخشانے میں آپ کے رُتبہ برتر کا وسیلہ لیا تو ان کی خطا معاف ہوئی ؎

آدم کا جب ہونے لگا ننگِ خطا سے دم فنا	تیرے توسّل نے کیا پھر مورِدِ لطفِ خدا
تھا یہ بھی اے شاہِ عرب تیری نبوت کا سبب	ہونے لگا الطافِ رب بخشی گئی بالکل خطا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو وہ اس طرح معافی کے خواستگار ہوئے یَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ اَنْ تَغْفِرَلِیْ۔ اے میرے رب میں بحق محمد اور ان کی آل کے تجھ سے مُعافی مانگتا ہوں۔ حکم ہوا تُو نے محمد کو کہاں سے پہچانا حالانکہ وُہ ابھی وجود میں نہیں آیا۔ عرض کیا کہ اے رب العالمین جب تُو نے میرے قالب

؎ اگر تو انہیں عذاب کرے تو وُہ تیرے بندے ہیں (پ۷ ع۶)

اُمتی کا بیان

میں رُوح پھونکی اور میں نے سر اُٹھایا تو دیکھا کہ عرش پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہے میں نے جانا کہ خُدا تعالیٰ نے جس کا نام مجھ سے پہلے
ہی اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے وُہ ضرور مجھ سے اور تمام مخلوق سے عزیز و
محبوب اور مقرب ہے۔ حکم ہوا کہ جو تو کہتا ہے سچ ہے۔ تو اس کا وسیلہ دے کر
میری بارگاہ سے معافی مانگتا ہے اس لیے تجھے معاف کیا اور بخش دیا۔ اس حدیث
کو طبرانی و بیہقی و ابونعیم و ابن عساکر وغیرہم نے اپنی اپنی سند سے روایت کیا ہے

ف۔ دُعا میں کسی نبی یا ولی یا صالح کے وسیلہ سے کچھ مانگنا جائز ہے۔ چنانچہ عَنْ
عُثْمَانَ بْنِ حُنَیْفٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا ضَرِیْرُ الْبَصَرِ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یُّعَافِیَنِیْ فَقَالَ اِنْ
شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ صَبَرْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ وَقَالَ فَادْعُہُ
قَالَ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ فَیُحْسِنَ الْوُضُوْءَ وَیَدْعُوْ بِھٰذَا الدُّعَاءِ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ
اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ ؎

ترمذی میں عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا رسول
خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دُعا کیجیے میری
آنکھیں روشن ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو کہے تو دُعا کروں اگر صبر کرے تو
بھی تیرے لیے اچھا ہے۔ اس نے کہا دُعا ہی کیجیے کہ مجھے آرام ہو۔ آپ نے حکم
دیا کہ پہلے اچھی طرح وضو کر پھر یہ دُعا پڑھو۔ اے میرے رب میں تجھ سے سوال
کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

؎ رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ والحاکم،

کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہے اور تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں تیرے وسیلہ سے اے
محمد اپنے رب کی طرف کہ وُہ میری اس حاجت کو پُورا کر دے۔ اے رب تو
اس کا وسیلہ قبول کر۔

ف۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ اِذَا قَحَطُوْا اِسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا
فَاسْقِنَا فَیُسْقَوْا۔ رواہ البخاری۔ بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قحط پڑتا تو آپ حضرت عباس
کے وسیلہ سے مینہ مانگتے اور یہ کہتے۔ اے رب ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے وسیلہ سے تجھ سے مینہ مانگتے تو دیئے جاتے۔ اب ہم تیری جناب میں
تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ لے کر مینہ مانگتے ہیں۔ راوی (حضرت انس) کہتا ہے
کہ حضرت عمر اس طرح کہتے تو فوراً بارش ہو کر قحط دُور ہو جاتا۔ حدیثوں میں ذکر ہے
کہ جب حضرت عمر حضرت عباس کا نام لیتے تو عباس اپنی سفید ڈاڑھی کو پکڑ کر بہت
الحاح وزاری سے کہا کرتے اے اللہ تو اپنے نبی کے حق سے اس کے چچا کی عزت رکھ
الخ اور پ ۱ ع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا۔ اور نبی محمد کے دُنیا پر آنے سے پہلے اس کے منکر اس کے وسیلہ سے اپنے

؎ ای یَسْتَنْصِرُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْمَبْعُوْثِ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ
جلالین و معالم ۱۲ (یعنی فتح طلب کرتے اور کہتے اے اللہ ہماری مدد کر اس نبی کے طفیل جو
آخری زمانے میں مبعوث ہوگا)

دشمنوں پر فتح مانگتے تھے ۔ جب وُہ آگیا تو منکر ہو گئے ۔ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرٍ مِنْ طَرِیْقِ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ تَعَالٰی یَتَقَدَّمُ فِی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلٰی اٰدَمَ فَمَنْ بَعْدَہٗ وَلَمْ تَزَلِ الْاُمَمُ تَتَبَاشَرُ وَتَسْتَفْتِحُ بِہٖ حَتّٰی اَخْرَجَہُ اللّٰہُ فِیْ خَیْرِ اُمَّۃٍ وَفِیْ خَیْرِ قَرْنٍ وَفِیْ خَیْرِ اَصْحَابٍ وَفِیْ خَیْرِ بَلَدٍ فَاَقَامَ بِمَا شَاءَ اللّٰہُ وَھُوَ حَرَمُ اِبْرَاھِیْمَ ثُمَّ اَخْرَجَہٗ اِلَی الطَّیْبَۃِ وَھِیَ حَرَمُ مُحَمَّدٍ فَکَانَ مَبْعَثُہٗ حَرَمٌ وَمُہَاجِرُہٗ حَرَمٌ (الدر المنظم) ابنِ عساکر نے بطریق کریب ابن عباس سے آیۃ مذکورہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوّل ہی حضرت کے وسیلہ سے دُعا قبول کرتا ہے ۔ آدم اور تمام پیغمبروں کی دُعائیں آپ کے وسیلہ سے قبول ہوئیں اور سب اُمتیں آپس میں آپ کے خیر مقدم کی بشارتیں دیتی تھیں اور آپ ہی کے وسیلہ سے فتح مانگتے تھے حتیٰ کہ اللہ نے اس کو پیدا کیا اچھی اُمّت میں، اچھے زمانہ میں، اچھے صحابیوں میں، اچھے گاؤں میں جو حرم ابراہیم ہے ۔ پھر طیبہ کی طرف کہ حرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اس کو نکالا سو آپ کا مبعث و مہاجر ہر دو حرم محترم ہیں اور حدیث میں ہے سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ اللہ سے اپنے لئے میرا وسیلہ ہونا مانگو۔

وَبِکَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُہٗ
(۱۰) بَرْدًا وَقَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِ سَنَاکَا

معنے بیت ۔ اور آپ کے وسیلہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی ۔ تو آپ

کے نور کی روشنی کی برکت سے جو ان کی پیشانی میں تھا آگ بُجھ کر سرد ہو گئی ؎

تیرے وسیلہ سے شہا جس دم خلیل باصفا | کرنے لگے حق سے دُعا با عجز و زاری و بکا
رحمت وہیں نازل ہوئی وہ آگ گلشن بن گئی | برکت تھی تیرے نُور کی جو اُن کی پیشانی میں تھا

وَدَعَاکَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّہٗ!
(۱۱) فَاُزِیْلَ عَنْہُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاکَا

معنے بیت ۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری و تکلیف میں آپ کے وسیلہ سے دُعا کی تو ان کی بیماری دفع کی گئی ؎

ایوب سا مُرسل ہوا جس دم مرض میں مُبتلا | تیرے ذریعہ سے ہوا جو کچھ ہوا جیسا ہوا
دولت ملی، ثروت ملی صحت ملی، راحت ملی | اللہ کی رحمت ملی، قُربت بڑھی رُتبہ بڑھا

وَبِکَ الْمَسِیْحُ اَتٰی بَشِیْرًا مُّخْبِرًا!
(۱۲) بِصِفَاتِ حُسْنِکَ مَادِحًا بِعُلَاکَا

معنے بیت ۔ اور آپ کے ظہور پر نور کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے دی اور آپ کے حِلیۂ جمال اور علوِ شان کو بیان کیا ؎

مُوسیٰ و عیسیٰ بے گماں کرتے رہے تیرا بیاں | سب دے گئے تیرے نشاں اے بادشاہ دو سرا
محکم رسالت ہے تری توریت آیت ہے تری | انجیل حجت ہے تری عیسیٰ ترا مدحت سرا

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًا

بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ط (پ۲۸ ع ۹) اور جب
عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہاری طرف
بھیجا گیا ہوں۔ تصدیق کرتا ہوں توریت کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی اور خوشخبری دیتا
ہوں تم کو ایک اولو العزم سچے رسول کے آنے کی جو میرے بعد آئے گا اور اس
کا نام احمد ہوگا۔

وَكَذَاكَ مُوْسٰی لَمْ يَزَلْ مُتَوَسِّلاً
(۱۳) بِكَ فِی الْقِيَامَةِ يَحْتَمِیْ بِحِمَاكَا

معنے بیت۔ اور ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی جو ایک اولو العزم پیغمبر
تھے اپنے معاملات میں ہمیشہ آپ ہی کا وسیلہ پکڑتے رہے اور قیامت کو بھی آپ
ہی کی حمایت لیں گے ؎

موسیٰ نے مانگی ہے سدا تیرے وسیلے سے دعا | ایسے ہی محشر میں آ ڈھونڈیں گے تیرا آسرا

ف۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے جلیل القدر اور اولو العزم پیغمبر تھے۔ ان کو
رسولِ خدا محمد عربی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بہت محبت تھی یہاں
تک کہ آپ کے اُمتی ہونے کا شوق تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی اطاعت کی اپنی اُمت کو بہت تاکید کی ہے اکثر اپنے مجالس و محافل اور
مجامع وعظ و نصائح میں آپ کا ذکرِ خیر کرتے۔ ابو نُعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ
نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر مرے گا۔ وہ

دوزخی ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا محمد کون ہے اللہ نے فرمایا وہ سب
مخلوق سے بزرگ تر اور معزز تر ہے۔ آسمان و زمین کی پیدائش سے پیشتر میں نے
اس کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ جب تک وہ اور اُس کی اُمت بہشت
میں نہ جائیں کوئی اس میں نہ جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی وہ کون ہیں
جو اس کی اُمت ہیں۔ حکم ہوا وہ اللہ کی تعریف کرنے والے چڑھتے اُترتے حمد و ثنا
کہنے والے، طاعتِ الٰہی میں ہر وقت کمربستہ، خلافِ حق پر غالب، دن کو روزہ
رکھنے والے، رات کو ذکرِ الٰہی میں جاگنے والے۔ ان کا تھوڑا عمل بھی مقبول ہوگا
ان کو توحید (لا الٰہ الا اللہ) کے سبب بہشت میں داخل کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام
نے عرض کیا کہ اے رب ان کو میری اُمت بنا کہا نہیں۔ انہیں سے ایک نبی پیدا
ہوگا۔ وہ اُمت اس کی ہیں۔ عرض کیا کہ مجھے ہی اس نبی کی اُمت میں داخل کر۔ حکم
ہوا کہ وہ تیرے بعد ایک عرصہ کے پیدا ہوگا۔ البتہ دار الجلال میں تجھے اس سے ملاؤں گا
اور کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) دیگر انبیاء قیامت
میں قہر و جلالِ الٰہی کے وقت نجات کے لئے آپ سے متوسل ہوں گے۔

وَالْاَنْبِيَاءُ وَكُلُّ خَلْقٍ فِی الْوَرٰی
(۱۴) وَالرُّسُلُ وَالْاَمْلَاكُ تَحْتَ لِوَاكَا

معنے بیت۔ تمام انبیاء اور دنیا کی تمام مخلوق اور سب رسول اور فرشتے آپ
کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے ؎

جس وقت محشر ہو بپا اعمال کو ہو جانچے خدا | ممتاز ہو اچھا بُرا ہو نفسی نفسی کی صدا

توازراہِ لُطف وعطا بہرِ شفاعت ہو کھڑا | سب تکتے ہوں گے مُنہ ترا کیا انبیار کیا اولیا

ترمذی میں ابوسعیدؓ سے مروی ہے وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ وَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ - میرے ہی ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا۔ اس روز آدم اور ان کے سوا سب انبیار میرے عَلَم کے نیچے ہوں گے۔ ترمذی اور دارمی میں ابنِ عباس سے مروی ہے کہ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ - میں ہی قیامت کو لوائے حمد اُٹھاؤں گا۔ آدم سے لے کر تمام خلقت اس کے نیچے ہوگی۔

لَكَ مُعْجِزَاتٌ اَعْجَزَتْ كُلَّ الْوَرٰى
(۱۵) وَفَضَائِلُ جَلَّتْ فَلَيْسَ تُحَاكَا!

معنے بیت۔ آپ کے معجزے ایسے ہیں کہ سب مخلوق کو مقابلہ سے عاجز کر

ے معجزہ کی اعلیٰ قسم کشفِ وقائع آئندہ وحوادثِ نازلہ بعد من بعد ہے سو بہ نسبت کُتُبِ انبیارِ سابقین قرآن مجید میں بکثرت ہیں۔ بلکہ کوئی ایسی شے جو قیامت تک پیدا ہوگی باقی نہیں رہ گئی جس کا ذکر قرآن شریف میں نہ ہو وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (پ ع ۱۳) (اور نہ کوئی تر چیز نہ کوئی خشک چیز مگر وُہ سب کتابِ مبین میں ہے) لیکن ہمارا علم اس کی فہم سے قاصر ہے کیونکہ ہماری معلومات محدود ہیں اور علمِ باری تعالیٰ غیر محدود ہے

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

(تمام علم قرآن میں موجود ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں اس کے سمجھنے سے عاجز ہیں) بخاری و مُسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے درمیان اُٹھ کر خطبہ پڑھا اور قیامت تک جو کچھ ہونا تھا سب کا بیان کیا جس کو کچھ یاد رہا رہا۔ جو بھول گیا بھول گیا اور جب کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو جھٹ یاد آجاتا ہے کہ فلاں وقت آپ نے اس کی اسی طرح خبر دی تھی (باقی صفحہ ۵۵ پر)

دیا۔ اور آپ کے لئے بڑی فضیلتیں ہیں کہ جن کا بیان نہیں ہو سکتا ؎

اے شاہِ شاہانِ جہاں محبوبِ ربِّ اِنس وجاں | تیرے فضائل کا بیاں کیونکر کرے کوئی بھلا
ہے خاکِ پا ہیں تیرے ہاں اعجازِ عیسیٰ بیگماں | معجزے ہیں تیرے عیاں اے سرگروہِ انبیار

مخفی نہ رہے کہ جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جل شانہٗ نے بیشمار معجزے عنایت فرمائے اور جو معجزے ہر پیغمبر کو ملے تھے وُہ سب آپ کو ملے تھے علمائے محدثین اور اہلِ سیر و تواریخ نے حسبِ حیثیت علمی اپنی اپنی تصانیف میں بیان کئے ہیں۔ امام حافظ جلال الدین سیوطی نے کتاب خصائص الکبریٰ جو ایک ہزار معجزے کو حاوی ہے تصنیف کی۔ اسی طرح اوروں نے بھی قلم بند کئے۔ چنانچہ تین ہزار معجزے مشہور کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور آئمہ صادقین سے مروی ہے۔ کہ تین لاکھ معجزے آپ سے صادر ہوئے اور اصل میں آپ کا کوئی قول وفعل نہ تھا کہ اس میں اعجاز نہ ہو۔ اسی طرح آپ کے بے شمار معجزے ہیں اور آپ کے معجزے بھی ایسے ہیں کہ کسی کو تمام عالم میں یارائے مقابلہ نہیں ہے۔ بڑا معجزہ احیارِ موتیٰ (مُردے کو زندہ کرنا) ہوا کرتا ہے سو یہ تو آپ کے اُمتیوں اور آں جناب کے کفش برداروں سے بحدِ تواتر صادر ہوا ہے۔ ہزاروں اولیار اللہ سے وقت بوقت مروی ہیں۔ ہر ایک کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ حضرت اقدس جناب محبوب

(بقیہ صفحہ ۵۴) ف: حضرت حذیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور رازدار صحابی ہیں۔ م اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں اگر چاہوں تو آپ کے بیان کردہ واقعات سے جس قدر مجھے یاد ہیں ایک ایک کا نام لے کر سنا دوں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بروایت ابوہریرہ مروی ہے حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ علیہ وآلہ وسلم وعائین الخ ۱۲ (منہ)

سُبحانی شیخ سید ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا احیاء موتیٰ صادر ہوا ہے اور دیگر ایسے امور ظہور میں آئے ہیں کہ انبیاء سابقین سے مثل ان کے ظاہر نہیں ہوئے۔ یہ سب کچھ پرتوِ انوارِ محمدی ہے (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واولیائہ) کیونکہ اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ کرامتِ ولی حقیقت میں معجزہ نبی ہے۔ آں جناب کا بڑا معجزہ قرآن مجید ہے کہ تمام عالم اس کے معارضہ سے عاجز ہے۔ فُصحائے عرب کہ فصاحت و بلاغت میں بے عدیل تھے اور قصیدۂ طویلہ اور نثر مسجع طویل فی البدیہہ بے تکلف آناً فاناً میں کہہ دیا کرتے تھے اس کے مقابلہ سے عاجز آئے۔ اور آج تک ہزاروں کروڑوں ایسے ایسے فصیح و بلیغ دُنیا میں گزرے ہیں کہ جُزو کے جُزو نظم و نثر پُر از بدائع لفظی و معنوی کھڑے کھڑے مجلسوں میں کہہ جانا ان کو کچھ مُشکل نہ تھا۔ مگر کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ قرآن کریم کا مقابلہ کرے باوجودیکہ قرآنِ کریم میں تحدّی (مقابلہ کے لئے پُکارنا) ہو چکی ہے اور منکرین کو قیامت تک پکارتا ہے۔ اِنْ[1] كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ دُشمنانِ دینِ اسلام خذلھم اللہ آج تخریبِ اسلام کی فکر میں ہیں۔ باوجود ادعا کے قادر نہیں ہو سکے کہ کروڑوں پیشوایانِ ادیانِ باطلہ مدعی علوم جلیلہ ہر چند کہ زور لگا رہے ہیں لیکن ناکام رہے ہیں اور رہیں گے۔ وَاللّٰهُ[2] مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ اور

---

[1] اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اُتارا تو اس جیسی ایک سُورت تو لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو (پ۱ ع ۳)

[2] اور اللہ پورا کرنے والا ہے نور اپنے کو اگرچہ بُرا مانیں کافر (پ۲۸ ع ۹)

آپ ہی کا یہ ایک معجزہ ہے جو حاوی ہزارہا معجزات ہے۔ چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشفا بتعریف حقوق المُصطفےٰ میں لکھا ہے کہ کلام اللہ میں باعتبار بلاغت کے سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں۔ اور اس پر ایک قوی دلیل قائم کی ہے کہ محققین علمائے کرام نے لکھا ہے کہ کلام اللہ میں جس قدر کلام برابر سورہ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الخ کے ہے معجزہ ہے اور سورہ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ کے دس کلمے ہیں اور سارے کلام اللہ میں کچھ اُوپر ستر ہزار کلمے ہیں۔ پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزے ہیں۔

اور آپ ہی کا ایک معجزہ ہے شق القمر کہ فلسفی اور حکماء اور علم الاشیاء کے جاننے والوں کی عقل حیران ہے۔ یہ معجزہ علمائے حدیث و سیر و تواریخ نے اپنی اپنی کتابوں میں بااسناد روایت کیا ہے۔ منکرین کے شبہات کے جواب مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے اپنے رسالہ میں جو اسی معجزہ کے بارہ میں ہے بوضاحت تمام دیئے ہیں اور مدارج اور معارج و شواہد وغیرہ میں بھی کچھ درج ہیں اور تاریخ فرشتہ میں ہے کہ ملیبار کا راجہ کہ جسے راجہ بھوج کہتے ہیں اس کے عہد میں یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا تھا وہ سُن کر مسلمان ہوا۔ اس کی قبر اب تک بیرون دروازۂ شہر زیارت گاہِ خلائق ہے۔

وَفَضَائِلُ جَلَّتْ الخ ثقات سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت فاطمہ زہرہ سلام اللہ علیہا سے حال خُلق پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پُوچھا۔ فرمایا کہ تو بیان کر کہ دُنیا کس قدر ہے اور دُنیا میں کیا کیا شئے ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں کیونکر بیان

کروں۔ فرمایا کہ جب تو دُنیا کا حال نہیں بیان کر سکتا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ یعنی دُنیا تھوڑی پونجی ہے۔ پس میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خُلق کس طرح سے بیان کر سکتی ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی تیرا خلق بہت بڑا ہے اور بیضاوی میں ثقات سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق سے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا تو نے قرآن نہیں پڑھا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الآیۃ یعنی قرآن میں جو اخلاق مذکور ہیں سب آپ کی ذات میں موجود ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ کا خلق قرآن ہے یعنی آپ کے مدائح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں۔ دوسرے کی کیا مجال کہ آپ کی صفت کر سکے۔ غرض آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔ آپ کی سی ایک بات بھی کہیں کسی اور میں پائی نہیں جاتی چنانچہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے خود چند معجزے بیان فرمائے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ حیوانات و جمادات نے کسی اور کی تصدیق کے واسطے شہادتیں نہیں دیں اور نہ کبھی ایسے فعل جن کا ہر ایک جزو بجائے خود ایک کامل معجزہ ہے کسی دوسرے سے صادر ہوئے۔ منجملہ یہ

---

(۱۶) نَطَقَ الذِّرَاعُ بِسَمِّہٖ لَکَ مُعْلِنًا !
وَالضَّبُّ قَدْ لَبَّاکَ حِیْنَ اَتَاکَا

معنے بیت۔ پارچہ (گوشت کا ٹکڑا) زہر آمیز نے آپ کو اپنے زہر آلودہ ہونے سے خبر دی۔ اور گوہ جب آپ کے پاس لائی گئی تو اس نے آپ کی اجابت کی ؎

جب تیری خدمت میں شہا اِک دست بُز لایا گیا | تھا چونکہ زہر اس میں ملا وہ دست خود چلا اُٹھا
اور سوسمارِ مُردہ جب لائی گئی تیرے حضور | لَبَّیْکَ بولی بر ملا تصدیق کی۔ کلمہ پڑھا

قسطلانی شرح بخاری میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے جنگِ خیبر میں ایک یہودیہ زینب بنت حارث زوجہ سلام بن مشکم نے پارچہ بکری زہر آلود کر کے آپ کے کھانے کو بھیجا۔ حضورِ اقدس صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ نے فقط ایک لُقمہ مُنہ میں اُٹھا کر رکھا ہی تھا کہ باہر پھینک دیا اور فرمایا کہ اس پارچہ نے مجھے خبر دی ہے کہ مجھ میں زہر ملا ہے۔ ایک صحابی کچھ کھا چکا تھا وُہ زہر کی وجہ سے شہید ہو گیا۔ آپ نے اس یہودیہ کو بُلا کر پُوچھا۔ اس نے کہا میں نے زہر اس لئے دیا تھا کہ اگر آپ پیغمبر ہوں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا اور اگر پیغمبر نہ ہوں گے تو ہم نجات پائیں گے۔ آخر آپ نے اسے چھوڑ دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسے اس مسموم شہید کے قصاص میں قتل کیا۔

وَالضَّبُّ الخ نسیم الریاض میں ہے کہ طبرانی اور بیہقی نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار اپنے اصحاب کے مجمع میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی سوسمار شکار کئے ہوئے لے آیا اور آپ کے رُوبرُو ڈال دیا اور کہا لات و عُزیٰ کی قسم اگر یہ سوسمار تُم پر ایمان لائے اور تمہاری تصدیق کرے تو میں بھی تم پر ایمان لاؤں گا۔ آپ نے اس سوسمار کو پکارا کہ اے سوسمار! اس نے زبانِ فصیح سے کہ سب لوگوں نے سُنا جواب دیا کہ میں حاضر ہوں۔ اور تابعدار ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ تو کس کی عبادت کرتا

زہر آلود گوشت بول اُٹھا

سوسمار نے کلام کیا اور گواہی دی

ہے۔ اس نے کہا اس خُدا کی کہ جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کا حکم ہے اور دریاؤں میں اس کی بنائی ہوئی راہیں ہیں اور بہشت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے پھر آپ نے پوچھا کہ میں کون ہوں؛ اس نے کہا کہ آپ پروردگارِ عالم کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی اس نے فلاح پائی۔ اور جو آپ کی تکذیب کرے محروم ہے۔ یہ سُن کر وُہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نماز اور قرأت سکھائی اور سورہ اخلاص یاد کرائی۔ اس نے جاکر یہ حال اپنی قوم سے بیان کیا۔ وُہ سب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوکر مسلمان ہوگئے

---

(۱۷) وَالذِّئْبُ جَاءَكَ وَالْغَزَالَةُ قَدْ أَتَتْ
بِكَ تَسْتَجِيرُ وَتَحْتَمِيْ بِحِمَاكَا

معنے بیت۔ اور بھیڑیئے نے آپ کی تصدیق کی اور ہرنی نے آپ کے پاس آکر اپنے حال کی شکایت کی۔ بے چاری آپ کی پناہ مانگتی تھی اور خلاصی چاہتی تھی ہ

آگے یہودی کے تری جب گرگ نے تصدیق کی | پڑھ کلمہ طیب جبھی وُہ بھی مسلماں ہوگیا
اور آکے ہرنی نے کیا صیاد کا جس دم گِلا | کی تُونے شفقت سے رہا بر لایا اس کا مُدعا

شرح السنہ میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک بھیڑیا کسی چرواہے کی بکریوں میں سے ایک بکری لے گیا چرواہے نے جھپٹ کر بکری اس سے چھڑا لی۔ وُہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر جا بیٹھا اور اس نے چرواہے سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے

مجھے جو رزق دیا تھا وُہ تُونے مجھ سے چھڑا لیا۔ چرواہے نے کہا۔ بڑے تعجب کی بات ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ درمیان دو پتھریلی زمین کے ان چھوہاروں کے درختوں میں ایک شخص تمہیں اگلی پچھلی باتوں کی خبر دیتا ہے اور تم سچ نہیں مانتے ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ وُہ چرواہا یہودی تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ سارا قصہ بیان کیا اور مسلمان ہوگیا اور

شواھد النبوۃ میں ہے کہ اُہبان اوس خزاعی اپنی بکریوں میں تھا۔ ایک بھیڑیا آیا۔ بکری کو لے گیا۔ اُہبان نے چھڑالی اور بھیڑیا بولا کہ میرا نصیب تُونے چھین لیا۔ اُہبان نے کہا تعجب ہے بھیڑیا انسانوں کی طرح باتیں کرتا ہے بھیڑیئے نے کہا کہ زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ رسول آخر الزماں محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نخلستانِ مدینہ میں مبعوث ہوکر تم سب کو دینِ الٰہی کی طرف بُلاتے ہیں اور تُم غافل ہو۔ اُہبان نے کہا کہ اگر میں اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں تو میری بکریوں کی یہاں حفاظت کون کرے گا؟ بھیڑیئے نے کہا میں کروں گا اور مجھے قسم ہے اس کی جس نے اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق کو تمام عالم کی طرف ہدایت دینے کو بھیجا ہے اور میں اس پر ایمان لایا ہوں کہ سوائے اپنی خوراک کے جو تو خود مقرر کر جائے گا زیادہ نہ کھاؤں گا۔ اُہبان حضورِ پُرنور میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا اُہبان بھیڑیئے نے جو عہد کیا اُسے پورا کیا۔ بعد ازیں اُس نے تمام ماجرا عرض کیا اور مسلمان ہوگیا۔

وَالظَّبْيَةُ قَدْ شَكَتْ۔ نسیم الریاض شرح شفاء عیاض میں طبرانی اور

معجزہ ہرنی

بیہقی سے بروایت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا منقول ہے کہ جناب رسولِ مقبول صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگل میں تھے ایک ہرنی نے آپ کو پکارا۔ یَا رَسُوْلَ
اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ آپ نے پھر کے دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہوئی
ہے اور ایک اعرابی سوتا ہے۔ آپ نے اس ہرنی سے پوچھا کہ کیا کہتی ہے۔ اس
نے عرض کیا کہ مجھے اعرابی نے شکار کیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں
آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں ان کو دودھ پلا آؤں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر آئے گی؟
اس نے کہا بے شک پھر آؤں گی۔ آپ نے اسے کھول دیا وُہ گئی اور بچوں کو
دُودھ پلا کر پھر آگئی۔ آپ نے اسے باندھ دیا۔ اس اعرابی نے آں حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ کچھ آپ نے ارشاد کرنا ہے جو آپ تشریف فرما
ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اس نے چھوڑ دیا۔ ہرنی
وہاں سے یہ کہتی ہوئی چل گئی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

وَكَذَا الْوُحُوْشُ اَتَتْ اِلَيْكَ وَسَلَّمَتْ
(١٨) وَشَكَا الْبَعِيْرُ اِلَيْكَ حِيْنَ رَاٰكَا

معنے بیت۔ اسی طرح وحشی جانوروں نے آپ کو سلام کیا اور اُونٹ نے
جب آپ کو دیکھا تو اپنے حال کی شکایت کی ؎

کی وحشیوں نے بھی تری تصدیق اے حق نگر | تیرے سلامی تھے سبھی اے بادشاہِ دوسرا
کی اُونٹ نے تجھ سے بیاں دُکھ درد کی سب داستاں | دیکھا جو تجھ کو مہرباں شکوہ مصیبت کا کیا

بکریوں اور اُونٹ نے سجدہ کیا

امام احمد اور بزار نے انس بن مالک رض سے روایت کیا ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع شیخین رضی اللہ عنہما اور ایک شخص انصاری
کے کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ بکریاں تھیں سب نے آپ کو
سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے ہم کو اس سے زیادہ آپ کی تعظیم کرنی چاہیے
ہم بھی آپ کو سجدہ کریں فرمایا نہیں اگر سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں
حکم دیتا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ اور ابوداؤد میں عبداللہ بن جعفر سے
روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے
گئے۔ وہاں ایک اُونٹ تھا کہ جو کوئی وہاں جاتا اُسے کاٹنے کے لئے جھپٹتا۔ آپ
نے اسے بلایا وُہ آیا اور آپ کو سجدہ کیا اور سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کی ناک
میں مہار ڈال دی اور فرمایا کہ جنی اور انسی کفار کے سوا جتنی چیزیں آسمان و زمین میں
ہیں وُہ سب جانتی ہیں کہ میں رسول اللہ ہوں۔

وشکا البعیر الخ شرح السنہ میں یعلی بن مُرہ ثقفی سے مروی ہے کہ ایک
مرتبہ آپ چلے جاتے تھے کہ ایک اُونٹ نے آپ کے سامنے سر رکھ دیا اور گلے میں
کچھ آواز کی۔ آپ نے اس کے مالک کو بُلا کر فرمایا کہ یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ
مجھ سے محنت زیادہ لی جاتی ہے اور دانہ چارہ کم ملتا ہے۔ یہ ایک بڑی طویل عبارت
کا خلاصہ ہے۔

وَدَعَوْتَ اَشْجَارًا اَتَتْكَ مُطِيْعَةً
(١٩) وَسَعَتْ اِلَيْكَ مُجِيْبَةً لِنِدَاكَا

معنے بیت ۔ اور آپ نے درختوں سے اپنی صداقت پر استشہاد کیا تو انہوں نے
گواہی دی اور جب آپ نے کسی درخت کو اپنی طرف بُلایا تو بلا تامل بقبولیت تمام
دوڑتا آیا ؎

بھوے ترے احسان کو لازم نہیں انسان کو	ٹالے ترے فرمان کو یہ تاب کس کی ہے بھلا
تُونے درختوں کو شہا جب حکم آنے کا دیا	لائے تیرا فرماں بجا سب آئے اور کلمہ پڑھا

درخت نے آپ کی رسالت کی گواہی دی

وَدَعَوْتَ اَشْجَارًا الخ دارمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ
ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ۔ ایک اعرابی
آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ
اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں ۔ اس نے کہا کہ
آپ کی رسالت من اللہ کا کون گواہ ہے ؟ فرمایا یہ سلم کا درخت جو کنارہ میدان میں
نظر آتا ہے اور اسے بُلایا وُہ زمین چیرتا ہوا آپ کے سامنے آکھڑا ہوا ۔ آپ
نے اس سے تین بار گواہی لی ۔ اس نے ہر سہ بار گواہی دی کہ آپ سچے ہیں ۔ اور
پھر باجازت بدستورِ سابق اپنی جگہ واپس گیا ۔ صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ جب جن آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں
حاضر ہوئے ۔ انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ اور کون گواہی دیتا ہے کہ آپ
رسولِ خُدا ہیں ۔ آپ نے فرمایا کہ وُہ درخت ۔ اور بعد اسکے اس درخت کو بُلایا وُہ
اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا چلا آیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی ۔ اور ترمذی نے
ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں کیسے جانوں کہ آپ پیغمبر ہیں ۔ آپ نے فرمایا

کہ اگر میں اس درخت خرما کے خوشہ کو بُلاؤں تو وُہ گواہی دے گا کہ میں رسولِ خُدا ہوں
پھر آپ نے اس کو بُلایا ۔ وُہ درخت پر سے جھکتا ہوا آیا اور آپ کے پاس گرا
اور اس نے آپ کی پیغمبری کی گواہی دی ۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا پھر جا ۔ وُہ
پھر گیا اور وُہ اعرابی مسلمان ہوگیا ۔

درختوں نے آپ کی اطاعت کی

مطیعۃ ۔ صحیح مُسلم میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم ایک منزل میں جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک میدان وسیع میں جا اُترے ۔ آں حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کو تشریف لے گئے ۔ وہاں کوئی آڑ نہ
تھی جنگل کے کنارے پر دو درخت تھے ۔ آپ ایک کے پاس تشریف لے
گئے اور اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا بحکمِ خُدا میری اطاعت کر ۔ وُہ ساتھ ہولیا ۔ جیسے
اُونٹ مہار پکڑنے والے کے ساتھ چلا آتا ہے ۔ وسط میں اس کو کھڑا کیا پھر
اسی طرح دُوسرے کو بھی لے آئے اور فرمایا بحکم خُدا مل جاؤ ۔ سو وُہ دونوں درخت
مل گئے ۔ جب آپ فارغ ہوئے تو وُہ دونوں درخت علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی اپنی
جگہ پر جا کر قائم ہو گئے ۔

وَسَعَتْ اِلَيْكَ الخ نسیم الریاض میں ہے کہ بزار نے بُرَیدہؓ سے روایت کیا
ہے کہ ایک اعرابی نے آپ سے معجزہ طلب کیا آپ نے فرمایا کہ کسی درخت کو
جسے تیرا جی چاہے کہہ دے کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں
اس نے ایک درخت کو کہا ۔ وُہ فوراً زمین کو پھاڑتا اور اپنی جڑیں گھسیٹتا آپ
کے سامنے آکھڑا ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ اعرابی نے
عرض کیا کہ اسے اپنی جگہ پر پھیر دیجئے ۔ آپ نے حکم دیا وُہ بدستور اپنی جگہ پر جا

کر قائم ہوا۔ وُہ اعرابی مسلمان ہو گیا اور عرض کیا اجازت ہو تو میں آپ کو سجدہ کروں آپ نے فرمایا کہ سجدہ غیر اللہ کو حرام ہے۔ اگر جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ اس نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے ہاتھ پاؤں چُوموں۔ آپ نے اجازت دی۔ اُس نے ہاتھ اور پاؤں آپ کے چُومے[1]

مُجیبتہ۔ اِمام محدث بیہقی اور ابو یعلیٰ نے حضرت اُسامہ بن زید سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے مُجھ سے ایک سفر جہاد میں فرمایا کہ کہیں قضائے حاجت کی جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس میدان میں آدمیوں کی کثرت سے کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں؛ میں نے عرض کیا کہ کچھ درخت متفرق نظر آتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جا ان درختوں سے کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

[1] فقہا نے لکھا ہے کہ کوئی عالم یا صالح کی قدم بوسی کرنا چاہے تو عالم یا صالح کو چاہیئے کہ اپنے پاؤں پھیلا دے جیسا کہ معدن الجواہر مصنفہ حضرت مولانا محمد قطب خاں صاحب دہلوی رحمۃ اللہ میں مرقوم ہے اور اس مسئلہ کی اصل ایک یہ جو ابو داؤد نے بَابُ مَاجَاءَ فِي قُبْلَةِ لِبَعْضِ الْجَسَدِ میں، زارع سے روایت کیا ہے کہ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَرِجْلَيْهِ۔ جب ہم مدینہ شریف کو آتے تھے تو اپنی اپنی سواریوں سے جلد جلد اُتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے ہاتھ اور پاؤں چومتے تھے۔ دوسرے یہ جو ترمذی نے صفوان بن عسال سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے کسی دوست سے کہا۔ چل اس نبی سے کچھ پوچھیں اس نے کہا کہ نبی نہ کہہ اگر وہ سُن لے گا تو بڑا خوش ہو گا۔ بس آپ کی خدمت میں آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو احکام کا سوال کیا کہ کیا کیا تھے۔ آپ نے جواب میں جو کچھ فرمایا۔ انہوں نے اس کی تصدیق کی اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ ہم آپ کے سچا نبی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ تیسرے یہ جو متن میں مذکور ہے۔ فالصف ۱۲ (منہ)

کہ تمہیں حکم ہے کہ اکٹھے ہو جاؤ۔ اور پتھروں سے بھی اسی طرح کہہ۔ میں نے جاکر کہہ دیا۔ قسم اللہ کی میں نے دیکھا کہ وُہ درخت قریب ہو کر اکٹھے ہو گئے اور مل کر مثل دیوار کی بن گئے۔ آپ ان کی آڑ میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور پھر مجھ سے فرمایا کہ اب ان سے کہہ دو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے کہہ دیا وُہ اپنی اپنی جگہ پر جاکر قائم ہوئے۔ اور ایسے ہی امام احمد و بیہقی و طبرانی نے یعلیٰ بن سیابہ سے روایت کیا ہے۔

---

(۲۰) وَالْمَاءُ فَاضَ بِرَاحَتَيْكَ وَسَبَّحَتْ
صُمُّ الْحُصٰى بِالْفَضْلِ فِيْ يُمْنَاكَا

معنے بیت۔ اور پانی آپ کی اُنگلیوں سے بہہ نکلا اور کنکریوں نے آپ کے داہنے ہاتھ میں تسبیح پکاری ؎

جنگِ حُدیبیہ میں تھی لشکر کو بے حد تشنگی!
انگشتِ اطہر سے تری چشمے چلے دریا بہا

اللہ رے تیرا معجزہ جب ہاتھ میں تُونے لیا
کی سنگریزوں نے ادا تسبیح رب کلمہ پڑھا

صحیحین میں جابر بن عبداللہ رضی سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے سامنے ایک لوٹا تھا اس سے آپ وضو کیا کرتے۔ سب لوگوں نے آپ کے پاس آکر عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں پانی نہیں رہا۔ یہی ہے جو آپ کے اس لوٹے میں ہے۔ ہم وضو اور پینے کے واسطے کیا کریں؛ پس آپ نے اپنے دستِ مبارک کو لوٹے میں رکھا اور پانی نے آپ کی اُنگلیوں سے مانند چشموں کی جوش مارا۔ ہم سب نے پانی پیا۔

اور وضو کیا۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ تم کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی بھی ہوتے تو بھی کفایت کر جاتا۔ مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ اور بھی صحیحین میں روایت ہے کہ آپ زوراء (مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے) میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک برتن پانی کا آپ کے سامنے لائے۔ آپ نے دستِ مُبارک اس برتن میں رکھ دیا۔ اور آپ کی اُنگلیوں سے پانی چشمہ کی مانند بہہ نکلا اور سب لوگوں نے وضو کیا۔ تین سو آدمی یا قریب اس کے تھے۔ اور نیز صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے پانی کم رہ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ بچا ہوا پانی لے آؤ۔ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے دستِ مبارک اس میں رکھا اور فرمایا لو پاک کرنے والا مبارک پانی اور برکت اللہ کی طرف سے ہے۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ بالتحقیق میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی اُنگلیوں سے جوش مارتا تھا۔

کنکریوں کی تسبیح

سَبَّحَتْ صُمُّ الْحِصٰی۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں تھا کہ تینوں خُلفاء ابوبکر۔ عُمر۔ عثمان رضی اللہ عنہم بھی یکے بعد دیگرے آئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں تھیں۔ وُہ آپ نے اُٹھا کر کفِ مُبارک پر رکھیں تو وُہ کنکریاں خدا کی تسبیح کرتی تھیں۔ آواز ان کی شہد کی مکھی کے مانند تھی۔ پھر ہر سہ خلفا نے بھی ہاتھ پر رکھا تو ایسا ہی سُنا گیا۔ حافظ ابوالقاسم نے بھی اپنی تاریخ میں یہ حدیث حضرت انس سے روایت کی ہے۔

---

(۲۱) وَعَلَیْكَ ظَلَّلَتِ الْغَمَامَۃُ فِی الْوَرٰی
وَالْجِذْعُ حَنَّ اِلٰی کَرِیْمِ لِقَاکَا

معنے بیت۔ اور بادلوں نے آپ پر سایہ کیا اور ستون آپ کے ہجر میں رویا۔

جب دھوپ میں سوئے حرا تشریف فرما تو ہوا | بدلی نے آ سایہ کیا تھا اس کو یہ حکمِ خدا
جب تُو نے اے نُورِ ہُدا منبر پہ خطبے کو پڑھا | تو وُہ ستون رونے لگا جو تکیہ گہہ پہلے سے تھا

بادلوں کا سایہ

وَعَلَیْكَ ظَلَّلَتْ۔ شواھد النبوۃ[1] میں بی بی حلیمہ مُرضعہ پیغمبرِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپ تین سال کی عمر کے ہوئے تو اپنے بھائیوں کے ساتھ باہر چراگاہ میں عصا پکڑ کر جاتے اور رات کو خوش و خرم پھر آتے۔ ایک دن ہوا گرم اور دھوپ سخت تھی مجھے تشویش ہوئی کہ ایسا نہ ہو آج آپ کو تکلیف پہنچے۔ شَیما جو آپ کی رضاعی بہن تھی بولی کہ اے ماں غم نہ کر میں نے دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گرداگرد دو حوض سرد آبہ ہیں اور اُوپر ایک بادل ہے جدھر وُہ جاتا ہے اُدھر آپ بھی جاتے ہیں۔

ستون رونے لگا

وَالْجِذْعُ۔ صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ کے وقت مسجد کے ایک ستون سے کہ چھوہارے کے درخت کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے۔ جب منبر بنا خطبہ پڑھا تو وہ ستون چلا کے رونے لگا۔ قریب تھا کہ پھٹ جائے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اُترے اور ستون کو اپنے بدن مبارک سے لگا لیا۔ دیر تک وہ ستون ہچکیاں لیتا رہا جس طرح لڑکے رونے کے بعد ہچکیاں لیتے ہیں۔ جب تھم گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سُنا کرتا تھا۔ اب جو نہ سُنا تو رونے لگا۔

---

[1] اور یہی حدیث بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے ما ثبت بالسنۃ للشیخ الدہلوی رحمہ اللہ (منہ)

(۲۲)
وَکَذَاكَ لَا اَثَرٌ لِمَشْيِكَ فِی الثَّرٰی
وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ بِهٖ قَدَمَاكَا

معنے بیت۔ آپ کے پاؤں کا نشان زمین پر نہ لگا اور پتھر میں آپ کے دونوں پاؤں کا نشان پڑ گیا ۔

اے سیدِ جن وبشر! چلتا تھا جب تو خاک پر	ہوتا نہ تھا مطلق اثر تیرے قدم کا ایک جا
پتھر پہ گر چلتا کبھی تو اے مرے حق کے نبی	نقشِ قدم ہوتا جبھی دِل موم ہوتا سنگ کا

کَذَاكَ لَا اَثَرٌ الخ ہجرت کے وقت جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کو ساتھ لے کر نکلے پیادہ پا تھے۔ بہت تلاش کیا کہیں نشانِ قدم مبارک نہ ملا۔

وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ الخ اصحابِ سیر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات پاپیادہ چلتے تھے تو پتھر آپ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے تھے اور آپ کے قدم مبارک کے نشان اس میں ہو جاتے تھے۔ علامہ حافظ قسطلانی نے بھی مواہب لدنیہ میں ثقات سے روایت کیا ہے اور بدلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ ثابت کیا ہے اور السمر تجی بالقبول میں لکھا ہے کہ اصحابِ سیر نے اپنی اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے کہ کَثِیْرًا مَّا کَانَ اِذَا مَشٰی عَلَی الْحَجَرِ یَصِیْرُ رَطْبًا لَّهٗ حَتّٰی غَاصَتْ قَدَمَاهُ فِیْهِ۔ اکثر وقت ابتدا حالت میں آپ ننگے پاؤں پتھروں پر چلتے تو پتھر آپ کے قدموں کے نیچے نرم ہو جاتے اور نشان قدم مبارک کے ہو جاتے تھے۔

(۲۳)
وَشَفَيْتَ ذَا الْعَاهَاتِ مِنْ اَمْرَاضِهٖ
وَمَلَأْتَ كُلَّ الْاَرْضِ مِنْ جَدْوَاكَا

معنے بیت۔ آپ کی دعا سے بہت سے مصیبت زدہ اور بیماروں کو شفا ہوئی اور تمام زمین آپ کے فیض و نورِ اسلام سے منور ہوئی ۔

مدت کے جو بیمار تھے تیرے طفیل اچھے ہوئے	مملو ہیں تیرے فیض سے کون ومکاں ارض وسما

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو آیا خالی نہیں گیا۔ بے شمار مصیبت زدگان نے آلام ومصائب سے نجات پائی۔ کتبِ حدیث اور سِیَر اس کی گواہ ہیں اب بھی جو صدق ارادت سے بارگاہِ عالی میں حاضر ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ محروم نہیں رہے گا۔ بلکہ ہر ایک جگہ آپ کے توسل سے مراد پائے گا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ اے محمد! ہم نے آپ کو اہلِ عالم کے لئے رحمت کر کے بھیجا۔ واضح ہو کہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں بہشت دوزخ، آسمان، زمین، عرش، کرسی، لوح، قلم، جن، انسان، فرشتے، درندے، چرندے پرندے، آگ، پانی، ہوا وغیرہ درخت، پتھر، سورج، چاند، ستارے، سیارے سب عالم ہیں۔ اسی طرح عالم دنیا و عالم عقبیٰ بھی عالم ہیں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک شئے کے واسطے ہر ایک وقت میں رحمت ہیں۔ عالمِ دنیا میں اہلِ عالم کے لئے تو یوں رحمت ہیں کہ آپ کے وجودِ فیض رساں کے دنیا میں ہونے سے اہلِ دنیا کی بدعملیوں کی سزا موقوف بروقت دیگر ہے پچھلے وقتوں کی مانند سور بندر وغیرہ نہیں کئے جاتے[1]۔ اگرچہ کیسے ہی سزاوار ہوں۔ لیکن مسخ سے محفوظ ہیں تاکہ

---

[1] وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ الخ اللہ ان کو عذاب نہیں دیتا کیونکہ تو
(باقی صفحہ ۷۲ پر)

حیاتِ دُنیا سے متمتع ہولیں ۔ اور عالمِ عقبیٰ میں اس طرح رحمت ہیں کہ جب تمام بنی آدم کا کوئی حامی اور شفیع نہ ہوگا تو آپ بڑی اولوالعزمی سے یہ بیڑا اُٹھائیں گے ۔ اگر عالمِ عقبیٰ میں شفاعت رحمت نہیں تو وہاں اور کیا کام رحمت کا ہوگا ۔ اور آیۂ مذکورہ میں رحمت کے کیا معنے ۔

آپ ہم کو بہت چاہتے ہیں اور ہم پر بڑے مہربان ہیں اور آپ کا فیض تمام رُوئے زمین پر منتشر ہوا ۔ انبیائے سابقین باوجود بڑی بڑی عمروں کے ایسے نہ ہوئے ۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کم تر عمر کے چھٹے حصے میں کثیر التابعین ہوگئے ۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے خود اس قصیدہ میں چند مصیبت زدگان و آفت رسیدگان کا ذکر کیا ہے ۔ جن کی مشکلات جناب رسالت مآب سے حل ہوئیں صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۔

---

(۲۴)

وَرَدَدْتَ عَيْنَ قَتَادَةَ بَعْدَ الْعَمیٰ
وَابْنَ الْحُصَيْنِ شَفَيْتَهُ بِشِفَاكَا!

معنے بیت ۔ آپ نے قتادہ کی نکلی ہوئی آنکھ کو درست کر دیا اور ابن الحصین

(بقیہ صفحہ ۷۱)

ان میں ہے ۔ پس آیۂ مذکورہ سے ظاہر ہے کہ آپ کے وجود باوجود کے طفیل جہاں سے عذاب مرتفع ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو بظاہر موت ہوئی اور آپ کا جسد مبارک دُنیا میں مدفون ہوا تاکہ قیامت تک باعث امن خلائق ہو ورنہ آپ کو موت نہیں ۔ مرفوع الی السماء ہونا تھا ۔ کیونکہ آپ جامع فضائل انبیاء تھے و منھم ادریس و عیسیٰ علیہما السلام ۱۲ (منہ)

کو بھی آپ سے تندرستی حاصل ہوئی ؎

جس وقت تیر آ کر لگا چشمِ قتادہ میں تھا | حدقہ میں تُو نے رکھ دیا ڈھیلے کو، اچھا ہوگیا
ابن حُصین اے شاہِ دیں مدت سے تھا زار و حزیں | صدقہ میں تیرے بعد ازیں امراض سے پائی شفا

بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جنگِ اُحد میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں تیر لگا ۔ آنکھ ان کی رخسارہ سے لٹک آئی ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس آنکھ کو پھر حدقہ میں اپنے دستِ مبارک سے رکھ دیا ۔ وُہ اچھی ہوگئی بلکہ دُوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور روشن رہی ۔

---

(۲۵)

وَكَذَا خُبَيْبًا وَّ ابْنَ عَفْرَا بَعْدَ مَا
جُرِحَا شَفَيْتَهُمَا بِلَمْسِ يَدَاكَا[1]

معنے بیت ۔ اور خبیب اور ابنِ عفرا جب دونوں زخمی ہوئے تو آپ کے دستِ مبارک پھیرنے سے شفا ہوگئی ؎

زخمی ہوئے جس دم خبیب اور ابنِ عفرا بدریں | دستِ کرامت نے تری ہر ایک کو بخشی شفا

بیہقی اور ابنِ اسحاق نے روایت کیا ہے کہ خبیب بن یساف کو بدر کے دن پشت پر تلوار لگی اور ایک پہلو کٹ گیا ۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دستِ مبارک سے اس پہلو کو بدن سے ملا دیا اور اس پر دم کیا وُہ اچھا ہوگیا ۔

---

(۲۶)

وَعَلِيًّا اَلْمُوْمِنَ اِذَا دَاوَيْتَهُ!
فِيْ خَيْبَرَ فَشَفٰی بِطِيْبِ لُمَاكَا!

---

[1] یہاں حسب قاعدہ نحویہ یدیک ہونا چاہئے مگر تبا انق حرف ۔ روی قافیہ مجرور اور منصوب کو مرفوع پڑھنا جائز ہے بلکہ بلا ضرورت شعری میں بھی اس کی نظیر ملتی ہے ۔

حضرت قتادہ کی آنکھ درست ہوگئی

کٹا ہوا پہلو جوڑ دیا گیا

وَسَاَلۡتَ رَبَّكَ فِی ابۡنِ جَابِرٍ بَعۡدَ الَّذِیۡ
(۲۷) قَدۡ مَاتَ اَحۡیَاہُ وَقَدۡ اَرۡضَاکَا

معنے بیت ۔ اور ابنِ جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے حق میں جب وُہ مرگیا تھا تو آپ نے دُعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر کے آپ کو راضی کر دیا ؎

اللہ رے تیرا معجزہ جابر کا جب بیٹا مرا | کی اِس طرف تو نے دُعا وہ اُس طرف اچھا ہوا

شواہد النبوۃ میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کی اور آپ کے واسطے ایک برہ ذبح کیا اور سامانِ ضیافت میں مصروف ہوا۔ میرا بڑا لڑکا دیکھتا تھا۔ اس نے چھوٹے سے کہا آ تجھے دکھاؤں۔ ہمارے باپ نے برہ کس طرح ذبح کیا ہے یہ کہا اور پکڑ کر چھُری اس کے گلے میں پھیر دی۔ ان کی ماں نے دیکھ لیا وُہ ان کی طرف دوڑی۔ لڑکا خوف سے بھاگ کر کوٹھے پر چڑھنے لگا۔ اُوپر کے زینہ سے پاؤں پھسلا اور گر کر وُہ بھی مر گیا۔ عورت مزاج شناس بصیرت نے بایں خیال کہ آپ کی ضیافت میں ہرج ہوگا۔ دونوں مذبوحوں پر گدڑی ڈال کر چھپا دیا اور مجھے بھی خبر نہ کی۔ جب کھانا طیار ہوا اور حضور بعادتِ کریمانہ تشریف لائے۔ میں نے کھانا پیش کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے جابر اپنے فرزندوں کو بُلا کہ وُہ بھی ہمارے ساتھ کھائیں میں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ لڑکے کہاں ہیں؟ آپ بُلاتے ہیں وہ نیک بخت بولی کہ وُہ کہیں باہر کھیلتے ہوں گے۔ معلوم نہیں کہاں اور کدھر ہیں۔ میں نے یہ بات حضور میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ حکم الٰہی ہے جب تک وُہ نہ آئیں گے میں نہیں کھاؤں گا۔ مجبوراً عورت نے وُہ تمام حال ظاہر کر کے گدڑی اُٹھا کر دکھا

حضرت جابرؓ کے مردہ بچے زندہ ہو گئے

معنے بیت ۔ اور خیبر کی لڑائی میں جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آشوبِ چشم ہوا تو آپ کے لب مبارک لگانے سے صحت ہوئی [1]

حضرت علی خیبر میں تھے آشوب سے عاجز ہوئے | حاصل ہوئی اُن کو ترے اِک لب لگانے سے شفا

اور صحیحین میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں جنگِ خیبر کے دن دُکھتی تھیں۔ جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آبِ دہن مبارک ان پر لگا دیا۔ فوراً اچھی ہوگئیں۔ بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا۔ ایسا بیمار تھا کہ یہ کلمات میری زبان پر تھے۔ یا اللہ اگر میری اجل آگئی ہے تو آجائے میں اس درد سے نجات پاؤں۔ اگر ابھی نہیں آئی ہے تو شفا دے۔ اگر میرے امتحان کے لئے یہ بیماری ہے تو مجھے صبر دے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں سے مجھے ٹھوکر مار کر فرمایا تُو نے کیا کہا پھر کہہ۔ میں نے وہی دُعا کی۔ فرمایا اللہ اسے شفا دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اسی وقت اچھا ہو گیا۔ اور بعد اس کے مجھے ایسا درد نہیں ہوا۔

حضرت علی کرم اللہ کو آپ کے لعاب سے شفا ہو گئی

---

[1] صحاح ستہ اور دیگر کُتب مغازی میں مروی ہے کہ جنگِ خیبر میں شام کے وقت آپ نے فرمایا لَاُعۡطِیَنَّ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلًا یَفۡتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیۡهِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُهٗ الخ (بخاری) میں کل کے دن ایسے شخص کو علم (جھنڈا) دوں گا جو بڑا دلیر اور بہادر ہے میدان سے پھرنے والا نہیں۔ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور رسول اس کو اچھا جانتے ہیں۔ یہ قلعہ اس کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔ پھر جب صبح ہوئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بُلایا اس وقت ان کی آنکھیں دُکھتی تھیں۔ آپ نے لب مبارک لگا دیا۔ فوراً اچھی ہوگئیں اور علم فتح ان کو عطا فرمایا۔ ۱۲ (منہ)

دی۔ میرے ہوش جاتے رہے اور شور و غل پیدا ہوگیا۔ حضرت شفیع المذنبین رحمۃ
العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھ کر ان کے سر پہ آ دیکھا بعد ازاں بحکم الٰہی
دُعا کی کہ اے بوسیدہ ہڈیوں کے زندہ کرنے والے اور ہر شئے کو عدم سے ظہور
میں لانے والے، مُردوں میں رُوح پھونکنے والے انہیں زندہ کر۔ آپ کے یہ
دُعا کرتے ہی دونوں زندہ ہوگئے۔ اور مل کر کھانا کھایا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ۔

(۲۸)
شَاۃٌ مَسَسْتَ لِاُمِّ مَعْبَدٍ الَّتِیْ
نَشَفَتْ فَدَرَّتْ مِنْ شِفَاءِ رُقْیَاکَا

معنے بیت۔ اور اُم معبد کی بکری کا جبکہ دُودھ خشک ہوگیا تو آپ کے دستِ مبارک
کے چھُونے سے پھر بہت ہوگیا اور آپ کے کچھ پڑھنے کی برکت سے دودھ دھار
ہوگئی۔ شرح السنہ میں حُبَیش بن خالد برادر اُم معبد سے روایت ہے کہ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ کو مع ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ اور عامر بن فہیرہ آزاد غلام حضرت صدیق اکبر تشریف فرما تھے۔ اور عبداللہ لیثی
بھی کہ راہ بتانے کے لئے آپ کے ساتھ تھا۔ اُم معبد کے خیمہ پر گذرے اور اس سے
گوشت اور چھوہارے خریدنے چاہے قحط کے باعث اس کے پاس نہ تھے۔ اُم معبد
کے خیمہ میں ایک بکری کو دیکھ کر آپ نے پُوچھا کہ یہ بکری کیسی ہے۔ اُم معبد نے کہا
کہ بسبب لاغری کے اور بکریوں کے ساتھ چراگاہ میں نہیں جا سکتی۔ اس سبب سے یہاں
ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے تھنوں میں دُودھ ہے؟ اس نے کہا بالکل خشک ہیں

شَاۃٌ مَسَسْتَ لِاُمِّ مَعْبَدٍ بَعْدَمَا

خشک بکری دُودھ دھار ہوگئی

آپ نے فرمایا تم اجازت دو تو ہم اس سے دُودھ دوہ لیں۔ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا کی اور اس بکری کے تھنوں پر بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ پھیرا
تو بکری نے پاؤں پھیلا دیئے اور دُودھ اس کے تھنوں میں بھر آیا۔ اور اس نے جگالی
کرنی شروع کی۔ پھر آپ نے ایک بڑا برتن منگوایا اور اس میں دُودھ دوہا اور وُہ
برتن بھر گیا۔ پھر آپ نے پہلے اُم معبد کو دیا اس نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر آپ نے
اپنے ہمراہیوں کو پلایا۔ وُہ بھی سیر ہوئے پھر سب سے پیچھے آپ نے پیا۔ اس
کے بعد دوبارہ وُہ برتن آپ نے دودھ سے بھر کر اُم معبد کے حوالے کیا۔ اُم معبد
مُسلمان ہوگئی اور آپ نے وہاں سے کوچ کیا۔

(۲۹)
وَدَعَوْتَ عَامَ الْقَحْطِ رَبَّكَ مُعْلِنًا!
فَانْهَلَّ قَطْرُ السُّحْبِ حِيْنَ دُعَاكَا

معنے بیت۔ قحط سالی میں لوگوں کی التجا پہ آپ نے پروردگار کی جناب میں دُعا
کی تو بارش ہوئی اور قحط دُور ہوگیا۔

تیری کرامت تھی شہا جو دودھ بکری نے دیا | اک قحط میں تُو نے دُعا بارش ہوئی بے انتہا

صحیحین میں حضرت انس سے مروی ہے کہ عہدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میں ایک بار قحط ہوا آپ خطبہ جمعہ میں کھڑے تھے ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر
عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہ مال ہلاک ہوگیا اور عیال بھوکے مرتے ہیں۔ آپ مینہ کے
واسطے دُعا کیجئے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اس وقت آسمان پر کوئی ابر کا
ٹکڑا نہ تھا۔ خُدا کی قسم ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہیں پائے تھے کہ ابر مانند پہاڑوں
کی ہر طرف سے گھر آیا۔ آپ منبر سے اُترنے نہیں پائے تھے کہ ریش مُبارک

آپ کی دُعا سے اسی وقت مینہ برس پڑا

سے قطرات مینہ کے گرنے لگے۔ اس دن سے دُوسرے جمعہ تک برابر مینہ برسا پھر دُوسرے جمعہ کو کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا۔ آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا یا اَللّٰہ گرد ہمارے برسے ہم پر نہ برسے اور ابر کی طرف اشارہ کیا وُہ کُھل گیا۔ مدینے پر بالکل پانی برسنا موقوف ہو گیا اور گرد مدینہ کے برستا رہا۔ اطراف سے جو لوگ آتے مینہ کی کثرت بیان کرتے۔

---

(۳۰)

وَدَعَوْتَ کُلَّ الْخَلْقِ فَانْقَادُوْا اِلٰی
دَعْوَاكَ طَوْعًا سَامِعِیْنَ نِدَاکَا

معنے بیت۔ اور آپ نے تمام مخلوق کو توحیدِ الٰہی کی طرف پُکارا تو سب نے آپ کی دعوت کو تہ دل سے قبول کیا اور تابعداری کی ؎

کی تو نے دعوت خلق کی جس وقت اے حق کے نبیؐ | آئے تری جانب سبھی اور سب نے صَدَّقْنَا کہا!

کُلَّ الْخَلْقِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ[1]۔ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا[2]۔ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً۔ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک نبی اپنی اپنی قوم کی طرف خاص کر بھیجا جاتا تھا۔ اور میں علی العموم تمام آدمیوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور صحیح مُسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً

رسالتِ عامہ

---

[1] اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے (پ۲۲ ع ۹)
[2] اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا۔ (پ۵ ع ۸)

میں بھیجا گیا ہوں۔ مخلوق کے ہر گروہ کی طرف۔ اور ثابت ہے کہ آپ کی نبوت کی معرفت ہر ایک ذی رُوح اور غیر ذی رُوح کو ہے۔ چنانچہ مُسلم اور ابُوداؤد میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جتنی چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسولِ خُدا ہوں اور بُحیرہ راہب کا ابُوطالب سے کہنا جو حدیث طویل صحیح ترمذی میں مروی ہے کہ لَمْ یَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا[1]۔ شجر و حجر وغیرہما سے کوئی شئے باقی نہ رہ گئی تھی کہ جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سجدہ نہ کیا ہو۔ یہ سیّد العالمین۔ یہ رسول ربّ العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو رحمۃ للعالمین کر کے بھیجے گا۔ صاف دلالت کرتا ہے کہ بے جان چیزوں

---

[1] شواہد النبوۃ اور دیگر کتب احادیث و سیر میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ ابوطالب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر سفرِ تجارت کے لئے ملک شام کو نکلے۔ راستہ میں ایک راہب بُحیرہ نامی کے مکان پر اُترے۔ اس نے ابوطالب سے کہا کہ اے ابوطالب تو اس جوان کو واپس پھیر دے اور شام کی طرف نہ لے جا کیونکہ وُہ لوگ بذریعہ کُتب آسمانی اس کو پہچان لیں گے اور جہاں تک ممکن ہو گا اس کو قتل کرنے میں کوشش کریں گے۔ ابوطالب نے کہا تو کیونکر جانتا ہے۔ راہب نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ یہ جوان جدھر جاتا ہے اسی طرف کے درخت پتھر وغیرہ اس کے آگے جُھک جاتے ہیں اور ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ سوائے نبی کے اور کسی کے آگے نہیں جُھکتے پھر اس نے آپ کا کپڑا اُٹھا کر مہرِ نبوت کا نشان بھی دکھایا۔ اندر لے جا کر جہاں تمام انبیاء کی صورتیں رکھی تھیں آپ کی صورت بھی ملا دی اور یہی اپنی تصدیق کلام کے واسطے ابوطالب کو کئی نشان دکھائے۔ ابوطالب نے آپ کو واپس کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ قبل از پیدائش علاوہ آدمیوں کے دیگر اشیاء کو بھی آپ کی نبوت کا علم تھا اور سب چیزیں آپ کو پہچانتی تھیں۔ چنانچہ اس کا ذکر آگے ہو چکا ہے بفضلہ تعالیٰ حافظ ابونعیم نے حلیہ میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت آمنہ نے کہا جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو ایک بادل کا ٹکڑا آیا اور آپ کو اُٹھا کر لے گیا اور ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اس کو مشرق و مغرب

(باقی صفحہ ۸۰ پر)

کو بھی آپ کی شناخت قدیمی اور معرفت ازلی تھی۔ چنانچہ ترمذی اور دارمی میں علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طرف کو مکہ سے باہر تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا پس آپ جس درخت پتھر اور ٹیلہ وغیرہ کے پاس جاتے وُہ کہتا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

پس ثابت ہوگیا کہ آپ تمام مخلوق و موجود کی طرف بھیجے گئے اور سب نے آپ کو پہچانا۔

وَخَفَضْتَ دِیْنَ الْكُفْرِ یَا عَلَمَ الْهُدٰی
(۳۱)
وَرَفَعْتَ دِیْنَكَ فَاسْتَقَامَ هُدَاكَا

معنے بیت۔ اے ہدایت اور راہنمائی کے نشان آپ نے تمام جھوٹے دینوں اور شرک و ہوا پرستی کی راہوں کو مٹایا اور اپنے دینِ حق کو ظاہر کیا تو وُہ صحیح طریق سے قائم ہوگیا ؎

دُنیا سے شرک و کفر کا پردہ دیا تُو نے اُٹھا | دُنیا میں دینِ پاک کا جھنڈا کیا محکم کھڑا!

(بقیہ صفحہ ۷۹) اور دریاؤں اور جنگلوں میں پھراؤ کر خشکی وتری کی سب چیزیں حیوانات، جمادات اور نباتات اس کی صورت کو پہچانیں اور اس کی شانِ نبوت و منزلت رسالت کو جانیں کہ یہ شخص ہے جو شرک کو مٹائے گا اور ربوبیت والوہیتِ واحد یگانہ کو پھیلائے گا ماثبت بالسنہ صفحہ ۶۹ اور الدر المنظم فی مولد النبی المحکم میں بروایت ابن عباس حلیہ ابونعیم سے منقول ہے کہ حیوانات روئے زمین مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق کو پھر گئے۔ اور ایک دُوسرے کو آپ کی پیدائش کی بشارت دی اور اسی طرح حیوانات آبی نے ایک دوسرے کو خبر کی اور آسمان و زمین میں جنوں اور فرشتوں کے آوازہ اور آپ کے ظہور مبارک کی نسبت سُنائی دیتیں الخ ۱۲ (منہ)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَزَّ اِسْمُهٗ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (پ۱۰ ع ۱۱) اللہ وُہ ہے کہ جس نے بھیجا، اپنے رسول کو ساتھ ہدایت اور دینِ حق کے تاکہ غالب کرے اس کو اُوپر تمام دینوں کے۔ بے شک جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت پیدا ہوئے ادیانِ باطلہ پست ہونے لگے اور دینِ حق کہ دینِ اسلام محمدّ بن عبداللہ نبی اُمّی ہاشمی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ہے غالب اور روشن ہوا۔ ہجرت سے آج تک ہر زمانہ کی تاریخیں شاہد ہیں کتب احادیث سے بنقل ثقات کتاب شواہد النبوتؐ میں لکھا ہے کہ جس رات آپ پیدا ہوئے اسی رات کسریٰ کا ایوان کانپا اور چودہ کنگرے اس کے گر گئے۔ وُہ آتش کدہ کہ ہزار سال سے برابر ایک ساعت بجھنے نہ پایا تھا بالکل بجھ گیا۔ علیٰ ہذا القیاس روئے زمین پر بہت نشان خرابیِ بیدیناں و مشرکاں ظاہر ہوئے۔ مُرغ و ماہی زمین و آسمان میں خبر ہوگئی۔ روئے زمین اور تمام حرمِ خاص کے بُت سرنگوں ہوگئے اس واقعہ کی تصدیق زردشتیوں کی کتاب دساتیر میں بھی لکھی ہے۔ صحیح مسلم میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین اور مشارق و مغارب زمین کے مجھے دکھائے۔ جہاں تک میں دیکھ چکا ہوں وہاں تک عنقریب میری اُمت کی بادشاہی ہوگی۔

(حاشیہ: آپ نے دینِ حق کو غالب کر دیا)

وَرَفَعْتَ دِیْنَكَ الخ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا۔ وُہ ذکر اور کلمۃ اللہ دین اسلام ہی ہے جو ہمیشہ

لہ یہ روایت ماثبت بالسنہ میں بھی ہے ۱۲۔

تک رہے گا اور نیز فرمایا ہے وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ (پ۲۸ ع ۹) اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا قیامت تک اگرچہ ناحق شناس بُرا ہی مانیں۔ وُہ نورِ دینِ محمدی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ۔

---

(۳۲)
اَعْدَاکَ عَادُوْا فِی الْقَلِیْبِ بِجَھْلِھِمْ
صَرْعٰی وَقَدْ حُرِمُوا الرِّضٰی بِجَفَاکَا

معنی بیت۔ آپ کے دُشمن جہالت کی وجہ سے گڑھے میں پڑ گئے اور رضا و رحمت الٰہی سے آپ کو تکلیف دینے کے باعث محروم رہے ؎

جو جو تیرا دُشمن ہوا قعرِ جہنم میں گرا | جو درپے ایذا ہوا محروم رحمت سے رہا!

بخاری میں ہے کہ غزوہ بدر میں بعد فتح کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کافروں کو چاہِ بدر میں ڈلوایا اور مُتصل اس کنویں کے کھڑے ہو کر ایک ایک کا نام پُکار کر فرمایا خدائے تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا ہم نے ٹھیک پایا اور تُم نے بھی جو کچھ خدائے تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا تھا پالیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آپ ایسے جسموں سے کلام کرتے ہیں جن میں رُوح نہیں۔ آپ نے فرمایا وُہ تُم سے زیادہ سُنتے ہیں۔

---

(۳۳)
فِیْ یَوْمِ بَدْرٍ قَدْ اَتَتْکَ مَلَائِکٌ
مِنْ عِنْدِ رَبِّکَ قَاتَلَتْ اَعْدَاکَا

معنی بیت۔ اور جنگِ بدر کے دن فرشتے آپ کی مدد کو آئے اور آپ

کے دُشمنوں کو قتل کیا ؎

دن بدر کے بے شبہ و شک خالق نے کی تیری کُمک | ایک دم میں آپہونچے ملک فی النار اعدا کو کیا

قال اللہ تعالیٰ جل جلالہ وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ ج فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ــ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَۃِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُنْزَلِیْنَ بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ ھٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ[1] ــ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُرْدِفِیْنَ[2]۔ تفصیل نزول ملائکہ و جنگ وغیرہ کُتب احادیث و سیر میں موجود ہے کہ اللہ کے فرشتے وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ جبریل علیہ السلام جو ایک مقرب فرشتہ تھے آپ کی بارگاہ کے غُلام تھے اور دیگر فرشتے بھی اہل بیت نبوت کی خدمت گذاری کرتے تھے۔ چنانچہ سید سمنہودی نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو بھیجا کہ میں علیؑ کو ان کے گھر سے بلا لاؤں۔ میں نے دروازہ پر سے بہت دفعہ بلایا کسی نے آواز

---

[1] اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گذار ہو۔ جب اے محبوب تم مُسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتہ اُتار کر۔ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔ (پ۴ ع ۴)

[2] جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سُن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں۔ ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔ (پ۹ ع ۱۵)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چکی فرشتے پھیرتے تھے

نہ دی۔ میں پھر آیا۔ آپ نے فرمایا جا علی گھر میں ہے۔ میں پھر گیا اور ذرا اندر کی طرف ہو کر بُلانے کو کھڑا ہوا ناگہاں اندرونِ خانہ کے ایک گوشے میں میری نظر پڑی تو چکی پھر رہی ہے مگر پھِرانا کوئی نہیں۔ میں حیران ہو گیا اور بآواز بلند علی کو پکارا۔ وُہ خوش وخُرم اور بشاش باہر نکلے چلے آئے۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے میری حیران صورت کو دیکھ کر فرمایا اے ابوذر یہ کیا حال ہے؟ میں نے تعجب سے بیتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں خود بخود چکی کا پھرنا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے اللہ کے فرشتے آلِ مُحمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی معونت پر مقرر ہیں۔ یہ خدمتِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں وُہ ان کی خدمت میں مصروف۔ کذا فی سیرۃ شاہی ۱۲ زاد السبیل الی الجنۃ والسلسبیل۔

---

(۳۴) وَالْفَتْحُ جَآئَكَ يَوْمَ فَتْحِكَ مَكَّۃَ!
وَالنَّصْرُ فِی الْاَحْزَابِ قَدْ وَافَاکَا

معنے بیت۔ مکہ کی فتح آپ کو کامل طور پر حاصل ہوئی اور روزِ احزاب میں نُصرتِ الٰہی آپ کے شاملِ حال ہوئی ؎

تھی روز فتح مکہ بھی فتح وظفر تُجھ سے مِل | احزاب میں نُصرت ہوئی حاصل تجھے اے پیشوا

کفارِ قریش کی آخری جنگ مکہ میں تھی۔ اس کے بعد بیخِ کفر وشرک اور تخمِ فساد وعناد عرب سے جاتا رہا گویا یہ فتح مسلمانوں کے لئے ایسی مفید اور پُرتصرف تھی۔ جیسے پایہ تخت بادشاہی کا فتح ہو تو تمام ملک متعلقہ تخت وتصرفِ فاتح میں

آجاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَکَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا (پ۲۱ ع ۱۸) اے ایمان والو! یاد کرو احسان اللہ کا جو تُم پر کیا جب آئیں تم پر فوجیں۔ ف۔ قریش اور غطفان اور یہود اور قریظہ اور بنی نضیر بارہ ہزار آدمی لے کر چڑھ آئے۔ ت۔ ہم نے ان پر ہوا ٹھنڈی چھوڑی ف۔ جس نے ان کو نہایت عاجز اور تنگ کیا۔ ان کے موہنوں میں گرد وغبار ڈالا۔ اور آگ ان کی بجھادی۔ اور ہانڈیاں ان کی اُلٹ دیں اور میخیں ان کی اُکھاڑ دیں کہ خیمے ان کے گر پڑے اور گھوڑے ان کے کُھل کر آپس میں لڑنے لگے۔ ت۔ اور بھی بھیجا ہم نے ان پر ایسے لشکر کو کہ ان کو تم نے نہیں دیکھا۔ یعنی فرشتوں کو کہ انہوں نے ان کافروں کے دلوں میں رعب ڈالا اور ایسی دہشت ان کے دلوں میں ڈالی کہ وہاں سے بھاگ گئے۔ ت۔ اور ہے اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا۔ ف۔ یہ معجزہ غزوہ احزاب میں واقع ہوا کہ اسے غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ کافرانِ قریش مع غطفان وغیرہ قبائل کے لشکرِ عظیم لے کر مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے۔ آپ نے بصلاح صوابدید حضرت سلمان فارسی مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی۔ اور قریب ایک مہینہ کے لشکرِ کفار وہاں ٹھیرا رہا۔ اور تیر پتھر سے لڑتے رہے۔ خدا تعالیٰ نے ان پر مشرق کی طرف سے ایسی سخت ہوا بھیجی کہ جس کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکے اور پریشان حال ہو کر بھاگ گئے۔ طلحہ بن خویلد اسدی نے ہوا کے صدمات کو دیکھ کر کہا کہ محمد نے تُم پر جادو کیا ہے۔ اب یہاں ٹھیرنا صلاح نہیں بھاگ جانا

بہتر ہے۔ حدیث میں ہے نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَ اُهْلِكَتْ عَادُ بِالدَّبُوْرِ یعنی میری مدد ہوئی پُروا ہوا سے کہ اس نے کافروں کو احزاب میں بھگا دیا اور ہلاک کی گئی قومِ عاد پچھوا ہوا سے ف یہ معجزہ آپ کا مثل معجزہ ہود علیہ السلام کے ہے

---

(۳۵)
هُوْدُ وَ يُوْنُسُ مِنْ بِهَاكَ تَجَمَّلَا
وَجَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَا

معنے بیت۔ حضرت ہود و یونس کو آپ ہی کی بزرگی سے بزرگی حاصل تھی اور حضرت یوسف کو جمال آپ کے جمالِ باکمال سے ملا تھا ؎

تھی ہود و یونس میں عیاں تیری تجلی ہر نشاں | تھا نورِ یوسف بے گماں تیرا جمالِ باصفا

کُتب حدیث میں مروی ہے کہ تمام صفات متفرقہ بالجملہ ذات بابرکات سرورِ کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ میں مجتمع تھیں۔ اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں بواسطہ ابنِ عباس آمنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو میں نے ایک آواز سُنی کوئی کہتا ہے کہ محمدؐ نصرت اور ربح اور زوہ کی کنجیوں کا قابض ہو چکا ہے اسے شرق غرب اور ہر ایک نبی کی جائے پیدائش اور ہر شئے روحانی اور غیر روحانی جن، انسان، درندوں اور پرندوں وغیرہ پر پھیراؤ کہ وُہ سب اس کو پہچانیں۔ اس کو صفائے آدم، رقتِ نوح، خلتِ ابراہیم، لسانِ اسمٰعیل اور بشارتِ یعقوب، جمالِ یوسف، صوتِ داؤد، صبرِ ایوب، زہدِ یحییٰ، کرمِ عیسیٰ اور اخلاقِ انبیاء سب حاصل ہیں۔ ابنِ عساکر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آخرِ شب میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ اندھیرا تھا ہر چند ڈھونڈا نہ پائی اتفاقاً رسول اللہ

حضور جامع الصفات ہیں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کے جمالِ مُبارک سے سارا گھر روشن ہو گیا اور سوئی مِل گئی۔ میں نے یہ واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا ویل ویل، ویل ہے اس کو جو میرا مُنہ دیکھنے سے محروم رہے۔ ابنِ عساکر اور خطیب اور دیلمی اور ابو نعیم نے بطریق محمد بن اسماعیل بخاری حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ میں چرخہ کات رہی تھی اور آپ میرے سامنے موزہ گانٹھ رہے تھے۔ اس وقت عرقِ جبیں کے سبب آپ کی پیشانی کی چمک دمک دیکھ کر میں تر رہ سکی اور بے ساختہ مُنہ سے نکل گیا۔

وَمُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ غُبَّرِ حَيْضَةٍ ۔۔۔ وَفَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَدَاءِ مُغِيْلٍ[ع]
وَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰى اَسِرَّةِ وَجْهِهٖ ۔۔۔ بَرَقَتْ بُرُوْقُ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

اور ایک روایت میں چند ابیات دیگر مروی ہیں جن سے ایک یہ ہے۔

لَوَاحِيْ زُلَيْخَا لَوْ رَاَيْنَ جَبِيْنَهٗ

اور شمائل ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے بعد بیانِ صورت و سیرت جنابِ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا۔ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ کہ آپ کی مثل نہ کوئی پہلے آپ سے سُنا ہے نہ سوائے آپ کے اب دیکھنے میں آتا ہے۔ حضرت علیؓ کے اس قول میں

[ا] اور ہر طرح کی کدورت حیض سے پاک، ایسا پاک اور نظیف کہ اس کے دُودھ پلانے والی کی طبیعت اور دُودھ میں کوئی خرابی نہ ہو۔۔۔۔ اور میں جب اس کے روئے روشن کی شکنوں کو دیکھوں تو اس کے رُخساروں کی روشنی اور صفائی میں وہ شکن صورت ہلال نظر پڑتے ہیں۔ ۱۲ (منہ از بے مثل بشر صفحہ ۳۹)

[ع] حلیۃ الاولیاء جلد ۲ تذکرہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ص ۴۵ و ص ۴۶ طبع اول مصر (از ابو کبیر بدلی)

ہزارہا نکات و اسرار ہیں۔ بالجملہ اس کے معنے یہ ہیں کہ لَمۡ اَرَ بمعنی لَمۡ اَسۡمَعۡ ہے یا لَمۡ اَرَ فِی الروایات التی تُرۡوٰی فِیۡہِ مَقَادِیۡرُ الۡجَمَالِ اس صورت میں لَمۡ اَرَ قَبۡلَہٗ کے متعلق معنی دیگر ہیں اور بعدہ کے معنے دیگر اور بعدہ بمعنی سوا چنانچہ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ[1] (پ۲۹ ع ۲۲)

قَدۡ فُقۡتَ یَا طٰہٰ جَمِیۡعَ الۡاَنۡبِیَا!
(۳۶) طُرًّا فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰ لکَا

معنے بیت۔ اے خلقت کو بچانے والے آپ تمام پیغمبروں پر فائق ہیں آپ کو معراج ہوئی اور وُہ قُرب ملا کہ کسی نبی مُرسل کو نہیں ملا۔ وُہ پاک ہے اور سب بھلی صفتوں کا مالک ہے جس نے آپ کو رات کے وقت سیر کرائی ہے

طٰہٰ لقب خیر الورٰے نبیوں پہ تو فائق ہوا | حق سے ملا سُبۡحَانَ مَنۡ اَسۡرَاکَ فِی الَّیۡلِ الدُّجَا

معراج حق ہے بالاتفاق مکہ معظمہ میں نبوت سے بارہویں سال بجسد عنصری یعنی جسم ظاہری جبرئیل براق پر سوار کر کے آپ کو لے گئے آپ نے جو کچھ دیکھنا تھا دیکھا اور انہیں آنکھوں سے مشرف دیدار الٰہی سے ہوئے چنانچہ تفسیر جلالین میں بروایت ترمذی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا رَاَیۡتُ رَبِّیۡ عَزَّ وَجَلَّ میں نے اپنے رب غالب و بزرگ کو دیکھا۔ خواب میں بھی کئی دفعہ آپ سب کچھ دیکھ چکے تھے۔ اس دفعہ یقینی طور پر کُلُّ شَیۡءٍ بِحَقَائِقِهَا کَمَا هِیَ[2] دیکھیں۔

---

[1] پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے ۱۲

[2] ہر چیز کو اس کی حقیقت کے ساتھ جیسی وہ ہے ۱۲

حدیث کی تمام کتابوں اور قرآن مجید کی تفسیروں میں ذکر معراج بہ تفصیل و دلائل و براہین۔ امکان و رفع شکوک درج ہے یہاں کچھ حاجت طوالت نہیں قَدۡ فقت الخ ترمذی میں لکھا ہے کہ جب آپ بیت المقدس میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے وہاں دو رکعت نماز پڑھائی۔ تمام انبیاء علیہ و علیہم السّلام پیچھے کھڑے ہوئے۔ بعد از سلام سب نے علیحدہ علیحدہ نعمائے الٰہی کا جو ان کو ملی تھیں بیان کیا۔ بعد ازاں آپ نے اِمۡتِثَالًا لِاَمۡرِ اللّٰہِ وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ[1] جو کچھ آپ کو عطا ہوا اظہار فرمایا اور افتتاح و اختتام حمد و ستائش الٰہی سے کیا۔ جب سب سُن چکے تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے تمام پیغمبروں کو مخاطب کر کے فرمایا بِھٰذَا اَفۡضَلَکُمۡ مُحَمَّدٌ دیکھو محمد کو یہ سب کچھ ملا ہے تو تم سب سے افضل ہے۔

وَاللّٰہِ یَا یٰسِیۡنُ مِثۡلُكَ لَمۡ یَکُنۡ
(۳۷) فِی الۡعٰلَمِیۡنَ وَحَقِّ مَنۡ اَنۡبَاکَا

معنے بیت۔ خدا کی قسم تمام مخلوقات میں آپ جیسا نہ کوئی ہوا ہے نہ ہو گا قسم ہے اس کے حق کی جس نے آپ کو قرآن دیا ہے

واللہ یا یٰسین لقب ماہِ عجم مہر عرب | تجھ سا ہوا اور ہو نہ اب دُنیا میں بے سو و رِعا

بے شک آپ کی ذات بابرکات بے مثل و بے مانند تھی۔ عالم میں آپ

---

[1] اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو (پ۳۰ ع ۱۸)

ہی اپنا نظیر تھے ۔ انبیاء کہ افضل المخلوقات ہیں کوئی بھی سرورِ کائنات کا عدیل و مثیل نہیں ہوا ۔ آپ اشرف الموجودات واکمل المکنونات پیدا ہوئے ۔

یٰسٓ آپ کا اسم مبارک ہے چنانچہ ابنِ مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ کے نزدیک میرے دس نام ہیں ۔ محمد، احمد، فاتح، خاتم، ابوالقاسم، حاشر، عاقب، ماحی، یاسین، طٰہٰ ۔

مثلك لم یکن الخ یعنی علو درجات میں آپ کی مثل کوئی دنیا میں نہیں آیا ۔ مسلم میں جابر بن عبداللہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ کو پانچ چیزیں ایسی عنایت ہوئی ہیں کہ اور کسی کو نہ ہوئی تھیں (۱) یہ کہ مہینہ کی مسافت پر میرے پہنچنے سے پہلے میرے دشمنوں پر رعب اور دباؤ پڑ گیا (۲)، تمام روئے زمین میرے لئے سجدہ گاہ مقرر کی گئی (۳)، مالِ غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا (۴) تمام پیغمبر خاص خاص قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اور میں تمام مخلوق کی طرف رسول کر کے بھیجا گیا ہوں (۵) مجھے شفاعتِ کبریٰ کا اختیار دیا گیا ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے (۶) جوامع الکلم بھی مجھے عطا ہوا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ جامع المراتب ہیں اور کسی کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہوا ۔ بایں جہت آپ بے مثل ہیں ۔

---

(۳۸) عَنْ وَصْفِكَ الشُّعَرَاءُ یَا مُدَّثِّرُ
عَجَزُوْا وَكَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاكَا

معنے بیت ۔ اے حبیب اللہ کے آپ کی صفت مجھ سے ہرگز نہیں ہو سکتی ۔ بڑے بڑے فصحا و بلغا حتیٰ المقدور اپنے انفاسِ عزیزہ کو آپ کی ثناگوئی میں خرچ کر کے معترف بقصور ہوئے کیونکہ حصر باوصافِ جمیلہ آپ کے ممکن نہیں اور آپ کے محامد و مناقب اس سے برتر ہیں کہ انسان بیان کر سکے ؎

کی شاعروں نے ہر زماں مدح و صفت تیری بیاں | آخر تھکی سب کی زباں عاجز ہوئے سب برملا
مجموعۂ وصف و ثنا ہے تیری ذاتِ مصطفا | انساں سے ہو کیونکر بھلا احصا ترے اوصاف کا

---

(۳۹) اِنْجِیْلُ عِیْسٰی قَدْ اَتٰی بِكَ مُخْبِرًا
وَلَنَا الْکِتَابُ اَتٰی بِمَدْحِ حُلَاكَا

معنے بیت ۔ انجیلِ عیسیٰؑ اور ہماری کتاب یعنی قرآن مجید آپ کی مدح و ثنا بیان کر رہے ہیں ؎

انجیلِ عیسیٰ بھی تری مدح و صفت سے ہے بھری | قرآں میں خالق نے کی ہر جا تری مدح و ثنا

واضح ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف انبیاء سابقین کی کتابوں میں برابر مذکور ہوتے آئے ہیں اور ہر ایک پیغمبر نے اپنی امت کو آپ کی اطاعت اور نصرت کی تاکید فرمائی ہے ۔ ہر ایک نبی اور رسول کو آپ کے ظہور کی خبر دی جاتی تھی ۔ ہمیشہ آپ کی معرفت معرفتِ الٰہی کے ساتھ رہی ہے ۔ اور ہر ایک نبی آپ کی نبوت کو باخبارِ وحی پہچانتا تھا اور اس پر ایمان لاتا تھا ۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے پ۳ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ

انبیائے سابقین کی کتب میں آپ کا ذکر

النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ اور اگرچہ تمام صحف انبیاء و کتب مرسلین آپ کے محامد جمیلہ اور مناقب جزیلہ سے مملو ہیں۔ بالخصوص حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب توریت میں جابجا مذکور ہے۔ چنانچہ سفر پنجم کے جزو دوم میں لکھا ہے کہ میں ان کے واسطے ان کے بھائیوں کی اولاد سے ایک نبی پیدا کر کے اس پر اپنے کلام کو نازل کروں گا اور وہ ان کو وہی کہے گا جس کا اسے حکم دوں گا اور جو شخص اس نبی کی بات کو جو میرے نام سے کہے گا نہ مانے گا تو میں اس سے بدلہ لوں گا۔ انتہیٰ۔

اس آیت کا ضمیر نبی آخر الزمان محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے اور اکابر علمائے یہود سے ستر احبار اس بات پر متفق ہیں۔ اور بھی توریت

لہ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا، اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

سہ مواہب لدنیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی پیغمبر کو پیغمبری نہیں ملی جب تک کہ اس سے حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے عہد نہ لیا گیا ہو کہ اگر تیری زندگی میں وہ نبی پیدا ہو تو اس کی اطاعت و مدد کرنا اور اپنی اُمت کو بھی یہی تاکید کر جانا بلکہ اس کو اپنی اُمت سے اس نبی آخر الزماں کی بیعت لینے کا حکم ہوتا تھا۔ ۱۲ (منہ)

کے جزو آخر میں جس پر توریت ختم ہوتی ہے۔ ایک آیت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا سینا سے نکلا اور ساعیر پر چڑھا اور کوہِ فاران سے بلند تر ہوا اور بھی توریت میں حبقوق نبی کے کلام میں درج ہے خدا کا نشان کوہِ فاران سے ظاہر ہوگا۔ اور تمام آسمان احمد اور اس کی اُمت کی تسبیح سے بھر جائیں گے، دریاؤں میں اس کی راہ ہوگی۔ جیسے جنگلوں میں اس کی راہیں ہوں گی۔ اس کو نئی شریعت ملے گی اور صاحبِ کتاب جامع ہوگا۔ اور یہ امر بعد وقوع خرابی بیت المقدس کے ظہور میں آئے گا اور بھی بضمن کلام شعیب علیہ السلام واقع ہے کہ میں نے دو سواروں کو دیکھا جن کے واسطے زمین و آسمان روشن ہوگیا۔ ایک گدھے پر سوار اور دوسرا اُونٹ پر سوار ہوگا۔ گدھے والے کا نام مسیح اور اُونٹ والے کا نام احمد۔ میری قوم! ٹھیک مانو کہ اُونٹ والے کا مُنہ چاند سے زیادہ روشن ہے اور توریت میں وصایائے موسیٰ میں مذکور ہے کہ جلد ہے کہ ایک نبی تمہارے بھائیوں کی، اولاد سے پیدا ہوگا۔ تُم اسے سچا جاننا اور اس کی سُننا یعنی اطاعت کرنا۔ انتہیٰ

اسی طرح انجیل میں بھی آپ کے اوصاف درج ہیں چنانچہ لُوقا باب ۲۴ درس ۴۹۔ اور دیکھو میں اپنے باپ کے اس موعود کو تُم پر بھیجتا ہوں اور موعود وُہ نبی تھا کہ جس کے آنے کی سب کو خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ یوحنا سے جب پُوچھا گیا کہ تو مسیح ہے تو اس نے کہا نہیں پس آیا تو وُہ نبی ہے جواب دیا نہیں (یوحنا باب ۱ درس ۱۹ و ۲۰ و ۲۱) وُہ جو اس کو جسے میں بھیجتا ہوں قبول کرتا ہے۔ مجھے قبول کرتا ہے (یوحنا باب ۱۳ درس ۲۰) اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وُہ تمہیں دُوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔

(یوحنا باب ۱۴ درس ۱۵، ۱۶) پر جب کہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا (یوحنا ب ۱۹ ورس ۶) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں۔ کہ، تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آئے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دُنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا گناہ سے اس لئے کہ وُہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے، اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وُہ یعنی رُوح حق آئے تو وُہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتادے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وُہ سُنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبر دے گی وُہ میری بزرگی کرے گی اس لئے کہ وُہ میری چیزوں سے پائے گی اور تمہیں دکھائے گی سب چیزیں جو باپ کی میرے پاس ہیں۔

مَاذَا يَقُوْلُ الْمَادِحُوْنَ وَمَا عَسٰى
(۴۰) اَنْ تَجْمَعَ الْكُتَّابُ مِنْ مَّعْنَاكَا

معنے بیت۔ کیا کہہ سکتے اور لکھ سکتے ہیں آپ کی مدح کرنے والے۔ اگر کہیں یا لکھیں تو ممکن نہیں کہ وُہ آپ کی مدح کما حقہ کر سکیں چنانچہ ان دو بیتوں میں مکرر بطور تاکید بیانی ذکر کیا ہے ؎

انساں کا کیا حوصلہ تیری صفت لکھے بھلا کس کی زباں سے ہوا دا وصف پسندیدہ ترا

---

(۴۱) وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ الْبِحَارَ مِدَادُهُمْ
وَالشُّعْبُ اَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِذَاكَا
(۴۲) لَمْ يَقْدِرِ الثَّقَلَانِ تَجْمَعُ نَزْرَهٗ
اَبَدًا اَوَّمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ اِدْرَاكَا

معنے بیت۔ قسم ہے اللہ کی تحقیق اگر آپ کی مدح لکھنے والوں کے واسطے سب دریا سیاہی ہو جائیں۔ اور تمام دُنیا کے درخت قلمیں بنائی جائیں اور تمام گروہ جن و انسان اور فرشتے قیامت تک زور لگائیں تو آپ کے اوصافِ جلیلہ سے ایک ذرہ بھر بھی نہ لکھ سکیں ؎

اشجار ہوں سارے قلم دریا سیاہی ہوں بہم | اور پھر کریں مل کر رقم کُل خلقتِ ارض و سما
ممکن نہیں پھر بھی بیاں ہوں تیرے وصفِ بیکراں | اے سیدِ والانشان اے مظہرِ نورِ خُدا

کیونکہ آپ کے اوصاف کلماتِ الٰہیہ ہیں اور کلماتِ الٰہی تحریر و تقریر مخلوق سے فزوں تر ہیں کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ۔ اگر زمین و آسمان کی مخلوق کلمات الٰہیہ کو کہنے لگے اور ان کے لئے تمام درختوں کی قلمیں اور تمام جہان کے پانی کی سیاہی طیار کی جائے اور قیامت تک لکھتے رہیں تو بھی کلماتِ الٰہی ان سے پُورے نہ ہوں۔ پ ۲۱ ع ۱۲

---

(۴۳) بِكَ لِىْ قُلَيْبٌ مُغْرَمٌ يَا سَيِّدِىْ
وَحُشَاشَةٌ مَحْشُوَّةٌ بِهَوَاكَا

معنے بیت ۔ اے میرے مولیٰ میرے پیشوا میرے لئے ایسا دل ہے جو آپ کی محبت میں فریفتہ ہے اور میری ایسی رُوح ہے جو آپ کی اُلفت سے بھری ہے

اے مقتدا اے پیشوا تیرے تصور میں سدا | بے تاب ہوں میں مُبتلا بے چین ہوں صبح و مسا

قلیب ۔ قلب کا اسم مصغر ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ آپ کی جُدائی کے خیال میں فرطِ محبت سے دل میرا گھٹ گیا ہے ۔ یہ افراطِ محبت و کمال تعشق کی بات ہے و نیز عظمت و جلال محبوب و کثرت و کمال محبت کے مقابلہ میں قلب کو محقر مصغر کر کے بیان کیا ہے اور یہ کہ دل تھوڑا اور محبت بہت کب اس کے لائق ہے ۔ چھوٹا مُنہ بڑی بات ۔ یہ اظہار عجز و اعتذار تقصیر ہے ۔

(۴۴) فَاِذَا سَكَتُّ فَفِيْكَ صَمْتِىْ كُلُّهٗ
وَاِذَا نَطَقْتُ فَمَادِحًا عُلْيَاكَا

معنے بیت ۔ میں چُپ ہوتا ہوں تو آپ ہی کے جمالِ باکمال کا تصور[1] میرے پیش نظر رہتا ہے اور جب بولتا ہوں تو آپ ہی کی مدح و ثنا کے لفظ بولتا ہوں

[1] تصورِ شیخ جائز ہے ۔ منکرین چونکہ اس طرف سے بالکل ناواقف ہیں اس لئے اس کو شرک و بدعت کہتے ہیں ۔ ان کو ظاہراً بھی حدیث کی کچھ خبر نہیں ان کو صرف حیض و نفاس اور صدقہ و خیرات کی حدیثوں کی ممارست ہوتی ہے ۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مبشرات میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے مجھ کو استحضار نسبت (تصور) کا امر کیا ۔ اور حدیث میں ہے اَلنَّظْرُ اِلٰى وَجْهِ عَلِيٍّ

گویا میری خاموشی اور کلام میں آپ ہی ہیں ؎

ساکت ہوں گر میں بیخبر، رہتا ہے تو پیش نظر | کہتا ہوں کچھ فرضاً اگر مُنہ سے نکلتی ہے ثنا!

(بقیہ صفحہ ۹۶) عِبَادَةٌ یعنی علی کا منہ دیکھنا عبادت ہے تو یہ نظر کسی کا ایسا حق نہیں کہ اس کے بعد ساقط ہو جائے بیہقی نے شعب الایمان میں اور امام احمد نے ابی ذر سے روایت کیا ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ قَلْبَهٗ لِلْاِيْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهٗ سَلِيْمًا وَلِسَانَهٗ صَادِقًا وَّنَفْسَهٗ مُطْمَئِنَّةً وَّخَلِيْقَتَهٗ مُسْتَقِيْمَةً وَّجَعَلَ اُذُنَهٗ مُسْتَمِعَةً وَّعَيْنَهٗ نَاظِرَةً فَاَمَّا الْاُذُنُ فَقِمَعٌ وَّاَمَّا الْعَيْنُ فَمُقِرَّةٌ لِمَا يُوْعِي الْقَلْبُ وَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهٗ وَاعِيًا ۔ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق نجات پائی جس نے اپنا دل ایمان کے واسطے خالص اور لوثِ بغض وحسد سے پاک کر کے متوجہ الی الحق کیا اور اپنے نفس کو مطمئن اور اپنی طبیعت کو مستقیم اور کانوں کو سننے والے اور آنکھوں کو دیکھنے والیں ۔ کیونکہ کان صراحی تنگ دہان دل کا پیک ہے اور آنکھ ہر شئے کو جو دیکھے دل میں بٹھانے والی اور بتحقیق نجات پائی جس نے اپنے دل کو حق پذیر بنا لیا اس حدیث میں بالجملہ آدابِ تصور کا بیان ہے (۱) یہ کہ دل کو ماسوی اللہ سے خالی کرے اور طالب حق ہو مخلص بنے اور نیت صادق کو لائے (۲) یہ کہ دل میں آمادگی و استعداد بہم پہنچائے (۳) زبان سے سچ بولے اور جھوٹ سے رُکے (۴) اور اپنے نفس کو ذکر الٰہی سے مطمئن رکھے اور بجز اس کے مائل و راغب نہونے دے (۵) صاحب استقامت بنے (۶) کانوں کو اصوات پراگندہ سے بند رکھے اور حق نیوش بنائے (۷) آنکھوں کو غیر کے دیکھنے سے بند رکھے اور دیکھنے والی بنائے ۔ ص آنکھیں تو دیکھنے والی ہیں مراد یہ ہے کہ آنکھوں میں تصور لائے اور دل میں جمائے ۔ اسی واسطے حدیث میں یہ جُملہ اخیر ہے پہلے رعایت امور مذکورہ بالا کرے پھر آنکھوں میں تصور لائے کیونکہ بجز رعایت امور اول الذکر تصور نہیں ہو سکتا ۔ پھر معنے اس حدیث کے تمام فقرے حضرت امام صاحب کے حال پر شاہد ہیں کیونکہ وُہ فرماتے ہیں کہ میرا چُپ رہنا اور بولنا اور سننا اور دیکھنا سب کچھ آپ ہی آپ ہیں ۔ اور اس حدیث اور ان چار مصرعوں کے فقروں میں مطابقت تامہ ہے ۔ پس آپ مطلع ہیں ۔ تأمل فتأمل ۱۲ (منہ)

ہوں بےخبر یا باخبر ساکت ہوں یا ناطق مگرا | اے سیدِ خیرالبشرؐ محو تماشا ہوں ترا!

فَاِذَا سَکَتُّ الخ یہ اس واسطے کہا کہ آپ کا جمال جہان آرا جمالِ الٰہی ہے چنانچہ ترمذی میں مروی ہے۔ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ جس نے مجھے دیکھا پس تحقیق اس نے خدا کو دیکھا۔ کیونکہ مُرسَل قائم مقام مرسِل ہوتا ہے اور آپ خلیفۃ اللہ فی الارض و نائبہٗ تھے۔ اور جُملہ فَاِذَا سَکَتُّ کے یہ معنے بھی ہیں کہ جب چُپ رہتا ہوں تو آپ ہی کی فکر میں متفکر رہتا ہوں یا یہ کہ آپ ہی کی محبت میں متفکر ہو کر خاموش بیٹھ جاتا ہوں کہ یہ محبت بایں ذوق و شوق بسر ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ پردۂ وسواس حائل ہو کر مجھے اس پایہ عالی سے گرادے کیونکہ انسان کے درجات سے عاشقانِ جمالِ محمدی اور والہانِ نورِ احمدی کے نزدیک آپ ہی کی محبت مقامِ برتر اور منزلِ اعلیٰ اور رُتبہ ارفع ہے بمضوائے حدیث مرویہ بخاری اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ مُحب محبوب کے درجہ میں ہوتا ہے اور آپ کا مقام و درجہ اللہ کے نزدیک سب سے اعلیٰ ہے۔ ذکر اس لئے کہ قرآن میں ہے اُذْکُرُوْا اٰلَاءَ اللّٰہِ وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ (پ ع ۲) اور حدیث میں ہے تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰلَاءِ اللّٰہِ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو۔ چونکہ سب نعمتوں سے آپ افضل نعمتؐ ہیں۔ اس لئے آپ کا ذکر

ؐ حضرت امام جعفر علی جدہ وعلی آبائہ وعلیہ السلام نے کسی عالم سے پوچھا کہ اللہ نے فرمایا ہے (ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ (پ ع ۲۷) وہ کونسی نعمتیں ہیں کہ حق تعالیٰ قیامت کو اپنے بندوں سے پوچھے گا۔ اس نے جواب دیا رزق پانی وغیرہ آپ نے فرمایا بھلا اگر تو کسی کو پانی پلائے یا روٹی کھلائے تو کیا اس کو جتائے گا؟ اس نے کہا نہیں یہ تو مروّت (باقی اگلے صفحہ پر)

و فکر کرنا گویا فرض ہے۔

وَاِذَا نَطَقْتُ الخ حدیث میں ہے عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ صلحا کا ذکر کرنے کے وقت رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے۔ آپ کہ اصلح الصالحین ہیں اس لئے آپ کا ذکر اولیٰ ہے۔ جیسے صلاحیت میں آپ کی شان برتر ہے ایسے ہی وقت ذکر آپ کے اعلیٰ حصہ رحمتِ الٰہی کا ذاکر پر نازل ہوتا ہے۔ بالخصوص آں جناب تحیۃ اللہ وسلامہ علیہ تو خود بذاتِ اقدس رحمت ہیں وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اس آیت سے ظاہر ہے کہ آپ رحمت ہیں۔ اسی واسطے آپ کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ رحمت ایک کلمہ ہے اور کلمہ کا سایہؐ نہیں ہوتا

(بقیہ صفحہ ۹۸) سے بعید ہے آپ نے فرمایا پھر کونسی ایسی نعمتیں ہیں جن کا جتلانا ہی مروت ہے۔ اس نے عرض کیا کہ قرآن اور نبوت آپ کے گھر نازل ہوئے آپ ہی جانیں۔ فرمایا وُہ دونوں نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کا حق یہی ہے اور جتلانا ہی شرطِ مروّت ہے۔ ایک قرآن دوسرے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس نے عرض کیا کہ حق یہی ہے جو ارشاد ہوا۔ ۱۲ فقیر محمدی (منہ)

ؐ مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سایہ نہ تھا۔ یہ محمدیوں اور عیسائیوں کی کتابوں سے ثابت نہیں۔ لیکن ذات کریم پرتو نورِ الٰہی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ ہونا تو فریقین کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے چنانچہ المدیحی بالقبول فی خدمتر قدم الرسول میں بنقل ثقات لکھا ہے مَاوَقَعَ ظِلُّہٗ عَلَی الْاَرْضِ قَطُّ آپ کا سایہ ہرگز زمین پر نہ پڑتا تھا۔ اور صاحبِ لائف آف محمدؐ نے لکھا ہے کہ اس کا زمین پر سایہ نہ دکھائی دینا بھی آسمانی نشان ہے اور اکثر بےخبر عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے سایہ نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کیا کرتے ہیں کہ قرآن میں مسیح کو کلمۃ اللہ اور رُوح اللہ کہا گیا ہے اور کلمہ اور رُوح کا سایہ نہیں ہوتا۔ ان جاہلوں کو یہ خبر نہیں کہ قرآن میں یہ دونوں لفظ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کئی جگہ مذکور ہوئے ہیں (پ ع ۱۲) (باقی صفحہ ۱۰۰ پر)

(بقیہ صفحہ ۹۹) وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا۔
ۃ۔ اور اللہ نے کلمہ ناحق شناساں کو کہ مسیح ابن مریم ہے نیچا کر دیا اور کلمہ حق شناساں کو کہ کلمۃ اللہ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ ہے اونچا کر دیا۔ كَلِمَةُ اللّٰهِ کی تفسیر اگر آیت وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ
الْاِسْلَامِ دِيْنًا (پ۳ ع ۱۷) الآیۃ سے کریں تو یہ معنے اسلام ہے اور اگر آیت وَرَفَعَ
بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ط (پ۳ ع ۱) اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ
(پ۲۲ ع ۲) سے کریں تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پس مفہوم اسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے
اور مفہوم محمد اسلام لِاَنَّهُمَا مُتَلَازِمَانِ اِذَا ذُكِرَ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا دَلَّ عَلَى الْاٰخَرِ۔
(پ۲۵ ع ۴) وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ (اگر کلمہ فصل یعنی محمد نہ ہوتا تو ابھی ان
پر عذاب نازل ہوتا) حضرت کلمۃ الفصل ہیں جن سے کفر و اسلام کا فیصلہ ہوتا ہے چنانچہ اس کی تفسیر
حدیث صحیح مرویہ مسلم میں ہے مُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ۔ محمد لوگوں میں فرق ہے اور آیت
میں یہ شرط کہ کلمہ فصل نہ ہوتا تو ان کا کام تمام ہو جاتا مؤید اس آیت سے ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ
لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (پ۹ ع ۱۸) اللہ ان کو اس لئے عذاب نہیں دیتا کہ تو رحمۃ
للعالمین ان کے بیچ ہے پس آپ کلمہ کلمۃ اللہ کلمۃ الفصل ہیں۔ باقی روح یا روح القدس سو ہر چند کہ
قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت روح ان معنی میں مذکور نہیں جن کو عیسائی سمجھتے ہیں وَلَوْ
فَرَضْنَا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ لفظ قرآن مجید میں آیا ہے۔
اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا پ۲۵۔ع ۶ اگر یہاں روح سے مراد قرآن لیں تو
تو بھی اِنَّهُمَا مُتَلَازِمَانِ لَنْ يَّتَفَرَّقَا اِذَا ذُكِرَ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا
دَلَّ عَلَى الْاٰخَرِ۔ اور اگر روح کو منادی کریں تو مراد محمد سے ہے اور یہ معنے صحیح تر
معنے اول سے ہے کیونکہ قرآن اس کو خود واضح کرتا ہے اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ
لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (پ۹ ع ۱۷) یعنی اللہ اور رسول جب
تم کو پکارے تو حاضر ہو جاؤ کیونکہ وہ تم کو زندہ کرتا ہے۔ چونکہ زندگی روح سے ہے
پس آپ روح ہیں اور صحیح بخاری میں ہے آپ نے فرمایا اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ
فِيْ رُوْعِيْ روح القدس مجھ پر ڈالا گیا ہے ۱۲ (منہ)

---

(۴۵) وَاِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا!
وَاِذَا نَظَرْتُ فَمَا اَرٰى اِلَّاكَا

امام اعظمؒ اور درجہ فنا فی الرسول

معنے بیت۔ جب سنتا ہوں تو آپ ہی کا ذکر خیر سنتا ہوں اور جب دیکھتا ہوں
تو آپ کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ سوائے کلام حسن و جمال صورت و سیرت آپ
کے اور کچھ سننے کو دل نہیں چاہتا اور آپ کی پیاری صورت کا تصور ایسا پیش نظر
ہے کہ جدھر دیکھتا ہوں آپ ہی نظر آتے ہیں ؎

آتی ہے کانوں میں صدا یا سیدی تیری صدا | جب دیکھتا ہوں آنکھ اٹھا ہوتا ہے تو جلوہ نما

امام صاحب نے ان مصرعوں میں بیان محویت کیا ہے جو ان کو ذات اقدس
جناب مصطفوی میں تھی یہ درجہ فنا فی الرسول ہے۔

امام اعظمؒ اور علم حدیث

ف۔ نظر بر اذا لفظ عن سے ثابت ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوائے
اس کلام کے کہ جس میں عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ کہا جائے اور کسی طرح کا کلام نہ سننا
چاہتے تھے جو بات عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ اسی کو
حدیث کہتے ہیں۔ یہ درجہ شاید کسی کو ہی حاصل ہوا ہو گا کہ سوائے الفاظ حدیث
یعنی قَالَ الرَّسُوْلُ کے کہ فی الحقیقت قال اللہ ہے اور کوئی لفظ بول چال
میں نہ آئے اس کے مدعی آپ ہی ہوئے ہیں جس کی تصدیق آپ کے تذکروں سے
ہو چکی ہے اور غرض کثرت سماع حدیث کی اور اجتناب کلام غیر سے ہے۔ پھر
کیونکر آپ کے مذہب کو ترجیح نہ ہو کہ آپ سوائے عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ کے عن
فلاں کو سننا اور کہنا نہ چاہتے تھے چنانچہ مصرع دوم بیت اول کے فقرہ
وَاِذَا نَطَقْتُ سے بصراحت تمام ثابت ہے کہ جو لوگ آپ پر طعن کرتے

ہیں منکر ہیں، بے انصاف ہیں اور حقیقت مذہب سے بے خبر ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِمَّا یَفْتَرُوْنَ یہ کچھ تھوڑی بات نہیں کہ ایک شخص کو ایسا درجہ عطا ہو کہ اس کا سُننا اور کہنا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہو۔ کیوں نہ حسد کریں۔ یہ درجہ اسی شخص کو ملتا ہے جو محی الدین، محی النسب، محدّث ع، ملہم، محقق، مجدّد، امام، فقیہ ہو۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔

وَاِذَا نْظَرْتُ الخ نظر۔ اظہارِ صواب کیلئے غور وفکر کرنا۔ امام صاحب کی مُراد یہ ہے کہ جب میں غور کرتا ہوں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس میں آپ کا حکم بیّن نہ ملے اور ہر ایک مسئلہ میں آپ کا قول فیصل نہ ہو۔ قیاس ورائے کی کہیں کچھ بھی حاجت نہیں۔ یہ عبارت اس پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کا طریق استنباط ادق و احوط ہے کہ ہر ایک کی عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسی واسطے ان کو بعض مسائل میں بظاہر خلاف حدیث معلوم ہوا ہے اور یہی باعث ان کے طعن کا تھا۔ عَفَا اللّٰہُ عَنْھُمْ وَعَافَاہُ اللّٰہُ وَاِیَّانَا عَنْ کُلِّ غَبِیٍّ۔ سُبحان اللہ امام صاحب کا شُغل عبادت میں کیا عالی شان ہے کہ خاموشی (کہ بجائے خود ایک عبادت ہے) میں ان کو خیال آپ کا تھا۔ اور گویائی (کہ ایک خاصہ وصف، انسانی ہے) میں ذکر آپ کا۔ اور شنوائی (کہ ایک کمال خلقت ہے) میں قول وفعل آپ کا سُننا تھا اور بینائی (کہ معنے تخلیق ہے) دیکھنا جمال جہاں آرا آپ کا تھا۔ یہ درجہ اور ایسی نعمتیں سوائے آپ کے اور کس کو حاصل ہیں۔

ع جس کی زبان پر حق جاری ہو اور واقعات آئندہ اس پر مکشوف ہوں ۱۲ (منہ)

(۴۶) یَا مَالِکِیْ کُنْ شَافِعِیْ فِیْ فَاقَتِیْ
اِنِّیْ فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی لِغِنَاکَا

معنے بیت۔ اے میرے مالک گناہوں میں میری شفاعت کیجیو میں آپ کی شفاعت کا محتاج ہوں ؎

خواہاں شفاعت کا ہوں میں، طالب عنایت کا ہوں میں
اَغْنَاکَ رَبُّکَ عَنْ غِنًی اَعْطَاکَ حَوْضًا کَوْثَرًا!
حامی ہے بس تو ہی مرا اے شافع روزِ جزا
کُنْ شَافِعِیْ فِیْ فَاقَتِیْ اِنِّیْ فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی

طلب شفاعت اور استغناء

فاقہ تہی دستی۔ یعنی میرے پاس اعمال صالحہ سے کچھ بھی نہیں۔ صرف آپ کی غنا یعنی عفو و مہربانی و نوازش کا اُمیدوار ہوں۔ فاقہ لغۃً ایک حالت کے درمیان دوسری حالتِ متضادہ کا آنا۔ اور غنا بے نیازی اور طبیعت پر حالت متناکرہ نہ آنا۔ پس فاقہ سے مُراد قبض کی ہے اور غنا سے مُراد بسط کی ہے۔ اور یہ ہر دو حالتیں سالکان مسالک الٰہی کو پیش آتی ہیں کہ کبھی بباعث میل علائق دنیوی ایک خفیف سا پردہ دل پر آجاتا ہے جو غیب[1] اور شہادت کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ ادراک مافات[2] یا گاہے خود بخود بے علم صاحب حالت اُٹھ جاتا ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھی ابتدا میں یہ حالت پیش آیا کرتی تھی۔ لیکن[3]

قبض و بسط کی حالت

---

[1] مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار ۱۲ (منہ)

[2] وہ استغفار اور اعراض عن الغیر ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً ۱۲ فتوح الغیب (منہ)

[3] قبض و بسط منتہی را بدان مشابہ است کہ خوف و رجا مبتدیاں را و گفتہ اند حَالَۃُ الْقَبْضِ حَالَۃُ الْاِفْتِقَارِ وَحَالَۃُ الْبَسْطِ حَالَۃُ الْاِفْتِخَارِ ۱۲ سلک السلوک (منہ) (قبض کی حالت محتاجی ہے اور بسط کی حالت قابل فخر ہے)

آپ کا قبض غیر کے بسط سے کروڑ درجہ بہتر تھا گویا قبض آپ کا بسطِ غیر ہے۔ کیونکہ ولی کی انتہا نبی کی ابتدا ہے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ کے یہی معنے ہیں۔ آپ کا توجہ الی الخلق بھی محض عبادت تھا اور فی الحقیقت توجہ الی الحق تھی۔ کیونکہ آپ مامور اور مرسل الی الخلق تھے۔ اور دوسروں کو یہ امر نہیں ہے۔ امام صاحب جنابِ مصطفوی میں کہ مُرشدِ منازل حقانی اور معلّم مسالکِ ربانی ہیں۔ بطور استغاثہ اپنے حال کی شکایت کرتے ہیں کہ آپ اپنی اس حالت سے کہ استغراقِ ذات و مشاہدہ انوار اور بے نیازی اور اِعْرَاضٌ عَنِ الْغَیْرِ وَتَبَرِّیْ عَمَّا سِوَاہُ ہے مجھے بھی کچھ عطا فرمایئے کہ میں ہر وقت مشاہدہ حق میں رہوں۔ اہلِ علم اس کو استفاضہ[1] رُوحی، کہتے ہیں۔

---

(۴۷) یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرَا ے
جُدْلِیْ بِجُوْدِ کَ وَاَرْضِنِیْ بِرِضَاکَا

معنے بیت۔ اے موجودات سے اکرم اے خزانہ نعمائے الٰہی جو کچھ آپ کو اللہ نے بخشا ہے مجھے بھی بخشیے اور جیسا اللہ تعالیٰ نے آپ کو راضی کیا

---

[1] سالکانِ راہ الٰہی اور مستفیضان بارگاہ نبوی کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے حضرت محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول اَنَا مَا رَبَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَا عَلَیَّ مِنَّۃٌ لِاَحَدٍ بَعْدَہٗ (میں ایسا ہوں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی میری پرورش کی ہے اور آپ کے بعد کسی اور آدمی کا مجھ پر احسان نہیں) سے یہی ثابت ہوتا ہے ۱۲ (منہ)

ہے مجھے بھی راضی کیجیے ؎

اے مخزنِ جود و سخا میں بھی ہوں طالب جود کا	ہر لحظہ خواہاں لُطف کا ہر وقت راضی برضا

یَا اَکْرَمَ الخ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا[1]۔ نوعِ انسانی دیگر انواع بری و بحری سے مکرم و مفضل ہے اور نبی اللہ مکرم مفضل بنی آدم ہیں اس لئے اکرم و افضل مخلوقات ہوئے۔ جود وُہ ہے کہ اس میں تمیز نہ ہو اور جو کچھ ہو بے غرض اور بے سبب ہو۔ (کشف المحجوب ۱۲)

---

(۴۸) اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ
لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَا

اے بحرِ ذخّارِ عطا طامع ہوں تیرے جود کا	اس بوحنیفہ کا بھلا اب کون ہے تیرے سوا
عبد احد اوحد ہے تو پیشِ احد احمد ہے تُو	افضل ہے تو امجد ہے تو اے مظہرِ لُطفِ خُدا

معنے بیت۔ میں دل سے آپ کے فیض و شفاعت کا اُمیدوار اور خواہش مند ہوں۔ آپ کے سوا مجھ بے چارے ابوحنیفہ کا جہاں میں کوئی ذریعہ نہیں ہے جود پر الف لام عہد ذہنی ہے اور معنی جود کے پچھلی بیت میں مذکور ہو چکے ہیں۔ ابوحنیفہ آپ کی کنیت ہے جو بجائے اسم کے معرفہ علم ہو کر یہاں میں

---

[1] اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں۔ اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا (پ۱۵ ع۷)

معروف و معلوم ہے۔ اور یہاں اپنے آپ کو مکنّی کر کے مضاف الیہ کرنے
سے اظہار کمالِ عجز[1] و ابتہال ہے۔ کیونکہ جب عرض کرتے کرتے معروض علیہ کے
معرض بیان میں یوں کہیں کہ میرے آقا یہ بندۂ مسکین فلاں بن فلاں مثلاً اے
میرے مولیٰ اللہ کے رسول اور اس کے حبیب یہ عاجز گنہ گار آپ کا غلام
خاکسار بندہ محمد اعظم بن محمد یار آپ کی جنابِ اقدس سے رحم اور دستگیری کا
اُمیدوار ہے۔ مصرع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را۔

تو اس طرح البتہ اقرار عجز و انکسار کر کے اپنے حالِ زار پر توجہ دلانا ہے
اور حدیث میں ہے سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ جناب الٰہی سے میرا
وسیلہ مانگو۔ اس واسطے کہا ہے کہ آپ کے سوا میرا کوئی وسیلہ نہیں ہے
اور اس زاری و انکساری سے مُراد یہ ہے کہ

(۴۹) فَعَسَاكَ تَشْفَعُ فِيْهِ عِنْدَ حِسَابِهٖ
فَلَقَدْ غَدَا مُتَمَسِّكًا بِعُرَاكَا

معنے بیت۔ خدا کرے آپ رحم میں آکر قیامت کے دن کہ سخت مشکل
اور وقت حساب ہے میری شفاعت کریں اور خدا سے مجھے مانگ لیں ؎

کیا خوب ہو روزِ جزا تو از رہِ لطف و عطا | ہو پیشِ ذاتِ کبریا میری شفاعت کو کھڑا

---

[1] حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام جب دُعا مانگتے تو اپنے آپ کو بایں لفظ تعبیر
کرتے عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں کہا کرتے،
عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ ۱۲ (منہ)

(۵۰) فَلَاَنْتَ اَكْرَمُ شَافِعٍ وَّ مُشَفَّعٍ!
وَمَنِ الْتَجَا بِحِمَاكَ نَالَ رِضَاكَا

معنے بیت۔ اللہ کے نزدیک آپ بہت معزز ہیں اور آپ شفاعت کے
مجاز بھی ہیں اور آپ کی شفاعت قبول ہے جس نے آپ کی پناہ لی آپ کی
خوشنودی حاصل کی ؎

پیشِ جنابِ کبریا ہے مرتبہ تیرا بڑا | کی جس نے تجھ سے التجا حمایت میں ہوا

اَنْتَ اَكْرَمُ۔ ترمذی و دارمی میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسولِ
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَّوْمَ
الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ
لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ
الْاَوَّلِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ۔ میں ہی سب سے پہلے پہل شفاعت کے
لئے کھڑا ہوں گا اور شفاعت کے لئے اجازت دیا جاؤں گا اور میری شفاعت
قبول کی جائے گی۔ سب سے اوّل جنت کا دروازہ میں ہی جا کر کھٹکھٹاؤں
گا۔ لیکن میں اس پر کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ بہشت کے دروازے
میرے لئے کھول دے گا۔ میں سب سے پہلے بہشت میں جاؤں گا۔ اور
مسکین مومنین میرے ساتھ ہوں گے۔ میں اس پر بھی کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا۔ اور
اللہ کے نزدیک سب پیغمبروں سے مکرم تر ہوں۔ میں اس پر کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا۔ اور
دارمی کی ایک روایت میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ مرسلین و انبیاء کا
پیشوا میں ہوں گا اور خاتم الانبیاء بھی میں ہی ہوں۔

(۵۱) فَاجْعَلْ تِرَاكَ شَفَاعَۃً لِّیْ فِیْ غَدٍ
نَعَسٰی اُرٰی فِی الْحَشْرِ تَحْتَ لِوَاکَا

معنے بیت ۔ اے میری آنکھوں کے نور حشر میں مجھے بھی اپنی شفاعت سے بہرہ مند کرنا اور اپنے لوائے حمد کے زیر سایہ جگہ دینا ؎

اے جلوۂ نورِ خدا اے نورِ چشمِ اصطفا | ہو کاش تو شافع مرا ے مجھ کو بھی زیرِ لوا

---

(۵۲) صَلّٰی عَلَیْكَ اللّٰہُ یَا عَلَمَ الْھُدٰی
مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰی مَثْوَاکَا

معنے بیت ۔ اے ہدایت کے نشان اللہ تعالیٰ قیامت تک آپ پر بقدر شوق دل مشتاقانِ زیارت بابرکت درود نازل فرمائے ؎

پہونچے قیامت تک شہا تجھ پر درود اللہ کا | صبح و مسا بے انتہا عدد الخلائق کلّھا

ف ۔ رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجنے کی فضیلت جس قدر حدیثوں میں مذکور ہے ۔ ان سب کو شمار کرنا کچھ آسان نہیں ۔ بِقَدرِ مَاتَیَسَّر ہر ایک اہلِ علم نے اپنے اپنے مصنفات و مؤلفات میں ان کو روایت کیا ہے ۔ صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دس بار اس پر رحمت بھیجتا ہے یعنی ہر ایک کے بدلے دس حصہ زیادہ عوض ملتا ہے چونکہ یہ درخت بحکم آیت ضَرَبَ[1]

---

[1] اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان (باقی صفحہ ۱۰۹ پر)

اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا ۔ بہت بار آور اور یہ تجارت بامر کریمہ مَنْ[1] جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا ۔ نفع بخش اور سود مند ہے ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ عزّ اسمہٗ محض فضل وکرم سے خیر خواہی بندوں کے لئے فرماتا ہے ۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ۲۲ ع ۴) ۔

تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی (محمّد) پر درود بھیجا کرتے ہیں ۔ ایمان والو اگر تم بھی ہماری اور ہمارے فرشتوں کی موافقت کیا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے ساتھ ہو جاؤ اور تم بھی ہمیشہ اس پر درود بھیجا کرو اور سلام کیا کرو ۔ بخاری میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسُولَ اللہِ سلام کرنا تو ہم سیکھ چکے درود کس طرح بھیجا کریں ؟ آپ نے ارشاد فرمایا ۔ قُوْلُوْا (یوں کہا کرو) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

ف ۔ جب کوئی آپ کا نام پاک لے تو لینے والے اور سننے والے دونوں کو فی الفور درود پڑھنا چاہیئے اور اگر کوئی آپ کا اسم مبارک لکھے تو اس کو لازم ہے کہ آپ کے نام کے ساتھ صیغہ درود و سلام کا لکھ کر آگے کو

(بقیہ صفحہ ۱۰۸) میں ۔ ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے (پ۱۳ ع ۱۶)

[1] جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں (پ ۸ ع ۷)

لکھے کیونکہ احادیثِ صحیحہ میں ترک صلاۃ و سلام پر سخت سخت وعیدیں مذکور ہیں

ف۲ ہر چند کہ صلاۃ[1] وسلام کے صیغے مختلف عبارتوں میں صحابہ و تابعین و تبع تابعین و دیگر صلحاء و علماء محبین سے مروی ہیں لیکن افضل وہی صیغہ ہے جو آپ کا ارشاد ہے اور آپ کی زبانِ پاک سے نکلا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور یہ صیغہ بھی امتثال امر الٰہی میں جامع صیغہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

ف۳ جب کوئی زبان سے درود کہے یا قلم سے لکھے تو اس پر واجب ہے۔ کہ آلِ محمد کو ضرور ساتھ ملاوے کیونکہ بروایت صحیحین حدیثوں میں اس کی بہت تاکید ہے

ف۴ جب آپ کے نام نامی پر درود لکھنا ہو تو صاف اور سیدھی سطر میں لکھے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور نام کے اوپر رمز و کنایہ سے کسی علامت پر اکتفا نہ کرے مثلاً ؐ یا صلعم۔ کیونکہ یہ طریق مستحدثہ بنی اُمیہ کا ہے تحفۃ الباقی شرح الفیہ عراقی۔

آل لغویوں کے نزدیک لفظ آل بمعنی اہل ہے اور صحابہ اور تبع تابعین اور تمام متبعان کتاب وسنت اور مطیعان امر اہل رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اور اس کے دلائل کتاب مبسوطہ میں درج ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہوا داران جناب مصطفوی (صلاۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ) کو لیاقت شمول اور اہلبیت دخول حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کو دخول حکمی کہتے ہیں۔ شواہد النبوت میں لکھا ہے

---

[1] صلوٰۃ جب اسم ذات اللہ سے مضاف ہو تو بمعنی رحم ہے اور ملائکہ سے مضاف ہو تو دعا ہے اور آدمیوں سے مضاف ہو رحم طلبی اور قبول شفاعت ہے ۱۲ ق نج و مع (منہ)

کہ سمعوم بن یوحنا رضی اللہ عنہ جب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زیر لوار جنگ، لیلۃ الہرہ میں شہید ہوئے تو جناب امیر بنفسِ نفیس ان کو غسل دے رہے تھے اور زبانِ حق بیان سے فرماتے تھے "ھٰذَا رَجُلٌ مِّنَّا اَھْلِ الْبَیْتِ" یہ بھی ہمارے خاندانِ نبوت سے ایک مرد ہے۔ اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حق میں جنگِ خندق میں فرمایا تھا (سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ) سلمان ہمارے اہلِ بیت سے ہے یہ دخول حکمی ہے ورنہ سلمان فارس کے اور کسریٰ کی اولاد سے تھے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ جو اللہ اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) بن عبداللہ کی تابعداری، کرے وُہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن کو خُدا تعالیٰ نے نعمتیں دی ہیں۔ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح دیکھو یہ دخول حکمی ہے غرضیکہ تمام فرمانبردار صادق و راسخ ثابت قدم متقی صالح دل وجان سے آپ کی اور آپ کی آل و اولاد کی محبت رکھنے والے حکماً آل ہیں اور صلاۃ کے معنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے خوشنودی اور حصولِ اجازت شفاعت اور بعث فی مقامِ محمود ہے اور آل کے واسطے معنے برکت اور کثرتِ اطاعت اور قبولیت اور عطائے نور اور حصولِ درجات ہے۔

ف۵۔ بعض جاہل جب تک کسی فقیر سے اجازت نہ لے لیں درود شریف نہیں پڑھتے خود احمق اور بے علم فقیروں کا اپنا بھی یہی اعتقاد ہے۔ بے وقوف یہ نہیں جانتے

کہ مرشدِ حقیقی بامرِ الٰہی صلّوا وسلّموا اتمام جہاں کو قیامت تک اجازت دے چکا ہے پھر کسی کی اجازت کی کیا حاجت ہے۔

وَعَلٰی صَحَابَتِكَ الْکِرَامِ جَمِیْعِهِمْ
(۵۴) وَالتَّابِعِیْنَ وَکُلِّ مَنْ وَّالٰی لَکَا

نیز آل پر اصحاب پر اخیار پر ابرار پر | رحمت رہے شام و سحر تیرے طفیل اے مقتدا

معنے بیت۔ اور آپ کے اصحاب پر بھی جو اہلِ کرامت ہیں بالتمام اور اصحاب کے دیکھنے والوں پر۔ پھر ان پر بھی جو آپ کی محبت رکھیں۔

ف۔ بیشک جو لوگ آپ کی اطاعت کریں اور ظاہر و باطن آپ کی محبت رکھیں ان پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے جیسے خود فرماتا ہے هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ (پ۲۲ ع۳) اللہ وہ ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ صحابہ وہ ہیں جن کو آپ کی صحبت نصیب ہوئی۔ حضرات چہار یار اور جناب امام حسن اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہم اور حضرات ازواج النبی اُمہات المومنین اور جناب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن اور تمام بیٹے اور تمام بیٹیاں آپ کے فیض صحبت نبوت میں شامل ہیں۔ اسی طرح بعض آپ کے ان سے ملنے والے اور علمِ الٰہی لینے والے مرد ہوں خواہ عورت تابعین میں داخل ہیں۔ اسی طرح آپ کی محبت رکھنے والے صحابی ہوں یا تابعی تبع ہوں یا اور۔ قیامت تک تمام آپ کے ہوا خواہ ذکور و اناث، علماء و فقراء، محدثین و فقہاء، درویش و اغنیاء ائمہ اہلِ بیت سب لفظ والا میں مندرج ہیں۔ سبحان اللہ! امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیسی مختصر تقریر میں کس لطف سے سب کو شامل کیا ہے اَلْحَقّ یہ آپ ہی کا حق ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(تمت)

شرح
قصیدۂ بردہ

مولفہ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃاللہ علیہ

قصیدۂ بردہ شریف حضرت علامہ شرف الدین بوصیری ؒ کا وہ ہدیہ عقیدت ہے جو بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا۔ اس قصیدہ کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس مولف کی زبانی سنا اور اظہار مسرت فرماتے ہوئے قبول فرمایا۔ اور اس دن سے علامہ بوصیری پر بے پناہ نوازشات کا نزول ہوتا رہا۔ اس قصیدہ مقبولہ کو عاشقان رسول ؐ ہمیشہ غذائے روح بتاتے رہے اور وظیفہ جاں سمجھ کر پڑھتے رہے۔ صالحین اُمت نے صدیوں اس قصیدہ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ لاکھوں شرحیں، کروڑوں تضمینیں اور سینکڑوں تعلیقات لکھی گئیں۔

ہمارے دور کے فاضل عالم دین حضرت علامہ ابوالحسنات نے بھی عشق رسول کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس قصیدہ کی اُردو میں شرح لکھی اور حق تو یہ ہے کہ عاشقان رسول کے لئے غذائے روح و ایمان کا سامان اکٹھا کر دیا۔ اس قصیدہ کو بڑی نفاست سے طبع کیا جا رہا ہے تا کہ محبان رسول اپنا دامن مراد بھرنے سے محروم نہ رہ سکیں۔

مکتبۂ نعمانیہ، اقبال روڈ، سیالکوٹ

طباعت سرورق رہن پریمو امیٹڈ، لاہور